https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحقیقِ صحیح
فی
تردیدِ قبرِ مسیح

(سنِ تصنیف: 1341ھ بمطابق 1922ء)

تصنیفِ لطیف

قاطعِ فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

Agaideislam.com/org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تردید قبر مسیح در کشمیر

برادران اسلام! مرزا صاحب کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنا مطلب منوانے کے لئے جھوٹ استعمال کرلیا کرتے تھے۔ جیسا عوام کا دستور ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے واسطے بہت سے جھوٹ تراشا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے پہلے یہ جھوٹ تراشا کہ ''حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر کشمیر محلہ خانیار میں ہے''۔ اور اس جھوٹ کے سچ کرنے کے واسطے جھوٹ بولا کہ ''تبت سے ایک انجیل برآمد ہوئی ہے، اس سے ثابت ہے کہ مسیح ہندوستان میں آیا اور کشمیر میں فوت ہوا۔ اور محلہ خانیار شہر سرینگر میں اس کی قبر ہے''۔ مگر نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ تبت والی انجیل میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سرینگر میں فوت ہوئے اور محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔ بلکہ وہاں تو لکھا ہے کہ ''حضرت مسیح علیہ السلام ۲۹ برس کی عمر میں واپس ملک اسرائیل میں گئے اور وہاں جا کر ان کو واقعہ صلیب درپیش آیا اور صلیب پر انکی جان نکل گئی۔ اور یروشلم کے پاس مدفون ہوئے اور اسی جگہ انکی قبر ہے''۔ جیسا کہ دوسری چاروں انجیلوں میں لکھا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی کتاب ''اتمام حجت'' کے ص ۱۹ و ۲۰ کے حاشیہ پر تسلیم کرتے ہیں کہ ''حضرت عیسٰی کی قبر بلدۂ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے، اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے، اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے، اس کے اندر حضرت عیسٰی کی قبر ہے''۔ پھر ''ازالہ اوہام جلد ۲''میں تسلیم کرتے ہیں کہ ''یہ سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا اور وہاں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner
Aqaideislam.com/org/net

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی قبر ہے"۔اب اخیر میں قصہ گھڑلیا کہ مسیح صلیب سے خلاصی پا کر سرینگر کشمیر میں آیا اور واقعہ صلیب کے بعد ۸۷ برس زندہ رہ کر فوت ہوا اور محلہ خانیار کشمیر میں اس کی قبر ہے جو کہ "یوز آصف" کی قبر مشہور ہے۔اس واسطے ہم روسی سیاح "مسٹر نکولس نوکروچ" کے لکھے ہوئے حالات کا ترجمہ اختصار کے ساتھ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب دروغ گوئی میں کس قدر دلیر تھے کہ واقعہ صلیب کو جو بعد میں واقع ہوا، اسکو مقدم کر دیا اور اپنا اُلّو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ افسوس! اگر کوئی دوسرا مولوی ایسا کرتا تو مرزا اس حرکت کو "یہودیانہ" کہہ کر موردِ لعنت کا فتویٰ دیتے۔مگر خود جو چاہیں سو کریں۔اب ذیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات سیر ہندوستان و تبت و کشمیر لکھے جاتے ہیں، جن سے مرزا صاحب کا جھوٹ کھل جائے گا"۔

دیکھو فصل چہارم:

"پھر جلدی سرزمین اسرائیل میں ایک عجوبہ بچہ پیدا ہوا' خود خدا اس بچہ کے منہ سے بولا اور جسم کا ہیچکارہ اور روح کا عظیم ہونا بتایا"۔(۸): "یہ خدائی بچہ جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا بچپن ہی سے گمراہوں کو توبہ کے ذریعہ گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی ترغیب دے کر ایک خدا کی پرستش کرنے لگا"۔(۱۰): "جب عیسیٰ ۱۳ برس کی عمر کو پہنچا کہ جس عمر میں اسرائیلی لوگ شادی کیا کرتے تھے"۔(۱۲): "یہ وہ وقت تھا جبکہ عیسیٰ چپ چاپ والدین کا گھر چھوڑ کر یروشلم سے نکل گیا اور سوداگروں کے ساتھ سندھ کی طرف روانہ ہوا"۔

فصل پنجم:

"جگن ناتھ، راج گرھ، بنارس اور دیگر ترک شہروں میں وہ چھ برس رہا"۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱۲)عیسیٰ ویدوں اور پرانوں کے الہامی ہونے سے انکاری تھا' کیونکہ وہ اپنے پیرؤوں سے کہتا تھا کہ ایک قانون پہلے سے انسان کی رہنمائی کے لئے مل چکا ہے"۔(۲۶):"عیسیٰ نے کہا مورتیوں کی پوجا مت کرو' کیونکہ وہ سن نہیں سکتیں"۔

فصل ششم:

(۱)......"برہمنوں اور کھتریوں نے عیسیٰ کے ان اپدیشوں کو جو وہ شودروں کو دیا کرتا تھا' سن کر اسے قتل کی ٹھانی"۔(۲):"مگر عیسیٰ کو شودروں نے اس منصوبہ سے مطلع کر دیا تھا' وہ رات ہی کو جگن ناتھ سے نکل گیا"۔(۵):"اس وقت عیسیٰ نیپال اور ہمالیہ کے پہاڑوں کو چھوڑ کر راجپوتانہ میں آ نکلا"۔

فصل ہشتم:

"عیسیٰ کے اپدیشوں کی شہرت گردونواح کے ملکوں میں پھیل گئی اور جب وہ ملک فارس میں داخل ہوا تو پوجاریوں نے ڈر کر لوگوں کو اس کا اپدیش سننے سے منع کر دیا"۔(۱۴):"لیکن خدا کے فضل سے حضرت عیسیٰ نے بلا کسی قسم کی حرج مرج کے اپنا راستہ پکڑا"۔

فصل نہم:

"عیسیٰ جس کو خالق نے گمراہوں کو سچے خدا کا رستہ بتانے کے لئے پیدا کیا تھا، ۲۹ برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا"۔

فصل دہم:

(۱)"حضرت عیسیٰ اسرائیلیوں کا حوصلہ جو ناامیدی کے چاہ میں گرنے والے تھے خدا کے کلام سے مضبوط کرتا ہوا گاؤں گاؤں پھرا۔اور ہزاروں آدمی اس کا اپدیش سننے کیلئے اسکے پیچھے ہوئے"۔(۲):"لیکن شہروں کے حکام نے اس سے ڈر کر حاکم اعلیٰ کو جو یروشلم میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner
Aqaideislam.com/org/net

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہتا تھا، خبر دی کہ عیسیٰ نامی ایک شخص ملک میں آیا ہے اور اپنی تقریروں سے لوگوں کو حکام کے برخلاف جوش دلاتا ہے، لوگوں کے گروہ بڑے شوق سے اس کا اپدیش سنتے ہیں''۔
(۳): ''اس پر یروشلم کے حاکم ''پلاطوس'' نے حکم دیا کہ واعظ عیسیٰ کو پکڑ کر شہر میں لاؤ اور حکام کے سامنے پیش کرو، مگر اس غرض سے کہ عوام میں ناراضگی نہ پھیلے، پلاطوس نے پوجاریوں اور عالم عبرانی بزرگوں کو حکم دیا کہ مندر میں اس کا مقدمہ کریں''۔ (۴): ''اسی اثناء میں عیسیٰ اپدیش کرتا ہوا یروشلم میں آن پہنچا اور تمام باشندے جو پہلے سے اسکی شہرت سن چکے تھے اس کے آنے کی خبر پا کر اسکی پیشوائی کے لئے گئے''۔ (۶): ''عیسیٰ نے ان سے کہا' بنی نوع انسان وشواس کی کمی کے باعث تباہ ہو رہے ہیں' کیونکہ اندھیرے اور طوفان نے انسانی بھیڑوں کو پراگندہ کر دیا ہے اور انکا گڈریا گم ہو گیا ہے''۔ (۷): ''لیکن طوفان ہمیشہ نہیں رہے گا اور اندھیرا انہیں چھایا رہے گا، مطلع پھر صاف ہو جائے گا اور آسمانی نور روئے زمین پر پھر چمکے گا اور گمراہ بھیڑیں اپنے گڈریا کو پھر پالیں گی''۔ (۱۰): ''یقین رکھو کہ وہ دن نزدیک ہے جب تم کو اندھیرے سے رہائی ملے گی' تو تم سب مل کر ایک خاندان بنو گے اور تمہارا دشمن جو خدا کی مہربانی کی پرواہ نہیں کرتا' خوف سے کانپے گا''۔ (۱۵): ''اس پر بزرگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور کس ملک سے آئے ہو؟ ہم نے پہلے کبھی تمہارا ذکر نہیں سنا۔ ہم تمہارے نام سے واقف نہیں ہیں''۔ (۱۶): ''عیسیٰ نے جواب دیا کہ میں اسرائیلی ہوں' میں یروشلم میں پیدا ہوا اور میں نے سنا کہ میرے بھائی حالت غلامی میں پڑے رو رہے ہیں اور میری بہنیں کافروں کے ہاتھ میں پڑ کر گریہ وزاری کر رہی ہیں''۔

فصل یازدہم (۵)...... ''اس اثناء میں عیسیٰ آس پاس کے شہروں میں جا کر خدا کا سچا راستہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

بتا تا رہا' اور عبرانیوں کو سمجھا تا رہا کہ تم صبر کرو تمہیں بہت جلد رہائی ملے گی"۔

فصل دوازدہم ......"یروشلم کے حاکم کے جاسوسوں نے اس سے کہا کہ اے نیک مرد! ہمیں بتاؤ کہ ہم اپنے قیصر کی مرضی برتیں یا جلدی ملنے والی رہائی کے منتظر رہیں؟" (۲): "عیسیٰ جان گیا کہ یہ جاسوس ہیں اور جواب دیا کہ میں نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ قیصر سے رہائی پاؤ گے۔ بدی میں ڈوبا ہوا آتما ہی رہائی پائے گا"۔

فصل سیزدہم ......"حضرت عیسیٰ اس طرح تین سال تک قوم اسرائیل کو ہر قصبے اور ہر شہر میں، سڑکوں اور میدانوں میں ہدایت کرتا رہا اور جو کچھ اس نے کہا وہی وقوع میں آیا"۔

(۲): "اس تمام عرصہ میں حاکم پلاطوس کے جاسوس اسکی کل کاروائی دیکھتے رہے"......الخ۔

(۳): "لیکن پلاطوس حاکم، عیسیٰ کی ہر دلعزیزی سے ڈرا جس کی نسبت لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ لوگوں کو بادشاہ بننے کیلئے ورغلاتا ہے اور اپنے ایک جاسوس کو حکم دیا کہ وہ عیسیٰ پر الزام لگائے۔ (۴): "تب الزام لگائے جانے کے بعد سپاہیوں کو عیسیٰ کی گرفتاری کا حکم دیا گیا۔ اور انہوں نے اسے گرفتار کر کے تاریک حوالات میں قید کر دیا۔ جہاں اس کو طرح طرح کے عذاب دیئے گئے، تا کہ وہ مجبور ہو کر اپنے جرم کا اقبال کرے اور پھانسی پائے"۔ (۵): "عیسیٰ نے اپنے بھائیوں کی ابدی خوشی کو مدنظر رکھ کر صبر و شکر کے ساتھ خدا کے نام تکالیف کو برداشت کیا"۔ (۲۱): "تب پلاطوس حاکم نے اس گواہ کو طلب کیا جس نے حاکم کے حکم سے عیسیٰ کو گرفتار کیا تھا۔ وہ شخص پیش ہوا اور عیسیٰ کو کہا کہ تم نے جو یہ کہا تھا کہ وہ جو آسمان پر بادشاہت کرتا ہے اس نے لوگوں کو تیار کرنے کے واسطے عیسیٰ بھیجا ہے، کیا اس میں تم نے اپنے آپ کو اسرائیل کا بادشاہ ہونا نہیں جتلایا تھا؟" (۲۲): "پھر عیسیٰ نے اس کو شاباش کہا کہ تم معاف کئے جاؤ گے کیونکہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو تم اپنے دل سے نہیں کہتے۔ تب عیسیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے حاکم کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اپنی شان کو کیوں بٹہ لگاتے ہو اور کیوں اپنے ماتحتوں کو جھوٹ بولنے کی ہدایت کرتے ہو۔ جبکہ تم ایسی کاروائی کے بغیر ہی بیگناہ کو پھانسی دینے کا اختیار رکھتے ہو"۔ (۲۳): "ان الفاظ کو سن کر حاکم غصہ میں آگ بگولا ہو گیا اور عیسیٰ پر موت کا فتویٰ لگانے اور باقی دو چوروں کو بری کرنے کا حکم دیا"۔

فصل چہاردہم (۱)...... "حاکم کے حکم سے سپاہیوں نے عیسیٰ اور ان دو چوروں کو پکڑ لیا اور ان کو پھانسی کی جگہ پر لے گئے اور ان صلیبوں پر جو زمین میں گاڑی گئی تھیں، چڑھا دیا"۔ (۲): "عیسیٰ علیہ السلام اور دو چوروں کے جسم دن بھر لٹکتے رہے جو ایک خوفناک نظارہ تھا۔ اور سپاہیوں کا ان پر برابر پہرہ رہا۔ لوگ چاروں طرف کھڑے رہے، پھانسی یافتوں کے رشتہ دار دعا مانگتے رہے اور روتے رہے"۔ (۳): "آفتاب غروب ہوتے وقت عیسیٰ کا دم نکلا اور اس نیک مرد کی روح جسم سے علیحدہ ہو کر خدا سے جا ملی"۔ (۴): "اس طرح ابدی روح کے پرتو کی زندگی کا خاتمہ ہوا، جس نے انسان کی شکل میں ظاہر ہو کر سخت گنہگاروں کو بچایا اور بہت تکلیفیں اٹھائیں"۔ (۵): "اس اثناء میں پلاطوس اپنے عمل بد کے سبب سے انبوہ عالم سے ڈرا اور عیسیٰ کی لاش اس کے والدین کے حوالے کی، جنہوں نے پھانسی گاہ کے پاس ہی اسکو دفن کر دیا، لوگوں کے گروہ در گروہ اس قبر پر دعائیں مانگنے کے لئے آنے لگے۔ اور انکے شور و فغاں سے آسمان گونج اٹھا"۔

برادرانِ اسلام! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس سوانح عمری کی تصدیق مرزا صاحب بدیں الفاظ کرتے ہیں: "جبکہ بعض نبی بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے، تو ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آ کر بدھ مذہب کے ردّ کی طرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner
Aqaideislam.com/org/net

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمری بدھ مذہب میں لکھی گئی"۔ (دیکھو حاشیہ مندرجہ، صفحہ ۱۰، ۱۱، کتاب رازِ حقیقت، مصنفہ مرزا صاحب)

جب مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ سوانح عمری حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدھ مذہب میں لکھی گئی اور اسی سوانح عمری کو ہم نے روسی سیاح "مسٹر نکولس لونرڈچ" جس نے بدھ مذہب والوں کی پرانی کتابوں سے بدھ مذہب کے پوجاریوں سے مقام "لیہ" دارالخلافہ لداخ، ملک کشمیر سے حاصل کر کے فرانسیسی اور انگریزی زبان میں شائع کی۔ اس کتاب کا نام "یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات" ہے۔ اس کتاب سے اوپر ہم نے اختصار کے ساتھ اصل عبارات نقل کردی ہیں، جس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودہ برس کی عمر میں سندھ پار آئے۔ ملاحظہ ہو "آیت پہلی، فصل پنجم" جب تیرہ چودہ برس کی عمر میں ہندوستان کی طرف آیا اور صلیب کا واقعہ ۳۳/ برس کی عمر میں وقوع میں آیا، تو ثابت ہوا کہ مرزا کا یہ من گھڑت قصہ کہ صلیب کے بعد مسیح کشمیر میں آیا تھا، بالکل غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کا اتفاق ہے کہ صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ مسیح کی عمر ۳۳ برس کی تھی اور بدھ مذہب والی سوانح عمری مسیح جس پر مرزا صاحب کو بڑا ناز ہے، اس کے **"فصل نہم، آیت اول"** میں صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد سفر ہندوستان و فارس انتیس برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا۔ جب تیرہ برس سے ۲۸/ برس تک حضرت مسیح علیہ السلام اپنے وطن سے باہر رہے اور اسی عرصہ میں سیاحت کی اور تبت و کشمیر سے واپس جا کر وہاں ہی تین برس تک وعظ کر کے ۳۳/ برس کی عمر میں پھانسی دیئے گئے اور وہیں انکی قبر بنائی گئی۔ جیسا کہ **"آیت پانچ، فصل چہارم"** میں لکھا ہے: "عیسیٰ علیہ السلام کی لاش انکے والدین کے حوالہ کی، جنہوں نے پھانسی گاہ کے قریب ہی اسکو دفن کردیا"۔ اور اس قبر کی تصدیق انجیل بھی کرتی

Aqaideislam.com/org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے، چنانچہ ''انجیل'' میں لکھا ہے: ''یوسف نے لاش لے کر سوتی کی صاف چادر میں لپیٹی اور اسے اپنی نئی قبر میں جو چٹان میں تھی، رکھی اور ایک بھاری پتھر قبر کے منہ پر ٹکا کے چلا گیا''۔

(دیکھو انجیل متی، باب ۲۷، آیت ۶۰۔۶۱)

''انجیل مرقس'' میں لکھا: ''لاش یوسف کو دلادی اور اس نے مہین کپڑا مول لیا تھا اور اسے اتار کے اس کپڑے سے کفنایا اور ایک قبر میں جو چٹان کے بیچ کھودی گئی تھی، اسے رکھا اور اس قبر کے دروازے پر ایک پتھر ٹکایا۔ (دیکھو انجیل مرقس، باب ۱۶، آیت ۴۵۔۴۶)

پس جب روسی سیاح کی سوانح عمری عیسیٰ علیہ السلام اور دوسری انجیلوں سے ثابت ہے کہ مسیح کی قبر پھانسی گاہ کے قریب بنائی گئی اور اسی جگہ وہ دفن کیا گیا، تو پھر مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ''مسیح کی قبر کشمیر میں ہے'' بالکل جھوٹ ہے۔ ورنہ کوئی مرزائی کسی کتاب سے، جس طرح ہم نے بدھ مذہب کی سوانح عمری مسیح سے ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ۱۳ ربرس کی عمر میں گھر سے نکلے اور بعد سیاحتِ ہندوستان وفارس و کشمیر ۲۹ ربرس کی عمر میں واپس ملک اسرائیل میں گئے اور وہاں پھانسی دیئے گئے اور وہیں ان کی قبر ہے۔

مرزائی صاحبان بھی اپنے مرشد کی حمایت میں کوئی کتاب پیش کریں، جس میں لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد واقعہ صلیب کے ہندوستان میں آئے اور کشمیر میں فوت ہو کر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔ جب تک یہ نہ دکھادیں اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہ دکھا سکیں گے، تب تک مرزا صاحب کا یہ کہنا غلط ہے، بلکہ اغلط ہے کہ یوز آصف کی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔

مرزا صاحب کا یہ لکھنا بالکل خلاف عقل و نقل ہے اور ہنسی کے لائق ہے جو انہوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے لکھا ہے: ''جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اسکے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا''۔ (دیکھو حاشیہ ص ۱۰، راز حقیقت)

کیا خوب! صلیب تھی یا چند گھنٹوں کی قید؟ جس سے مسیح نے نجات پائی' یہ ایک لطیفہ ہے۔ جیسا کہ ایک جولاہے (بافندے) کو پھانسی کا حکم ہوا' جب اسے پھانسی کی جگہ پر لے گئے تو وہ عقل کا پتلا بولا: کہ مجھے جلدی جلدی پھانسی دے لو کیونکہ میں نے گھر جا کر ضروری کپڑا تیار کرنا ہے۔

ایسا ہی مرزا صاحب نے لکھ دیا کہ مسیح نے پھانسی پانے کے بعد سفر ہندوستان کا کیا۔ وہ پھانسی تھی یا خالہ جی کا گھر تھا کہ مسیح صلیب سے نجات پا کر رخصت حاصل کر کے سفر پنجاب کو نکلے۔ غور تو کرو! جس کام کے واسطے یہودیوں نے قیامت تک لعنت لی اور قبرِ مسیح پر پہرہ لگا رکھا۔ اور دوسری طرف ثابت ہے کہ مسیح باغیٔ سلطنت سمجھ کر صلیب دیا گیا' تو ایسے حالات کے ہوتے ہوئے کوئی باہوش انسان کہہ سکتا ہے کہ مسیح صلیب سے نجات پا کر کشمیر چلا گیا۔ کوئی یہ تو بتائے کہ ایسا شخص جس کو بقول مرزا صاحب کوڑے لگائے گئے جن سے جانبر ہونا مشکل تھا۔ اور صلیب کے زخم اس قدر تکلیف دہ' مسیح کو دیئے گئے کہ لمبے لمبے کیل اس کے اعضاء میں ٹھوکے گئے' جن سے خون اس قدر نکلا کہ مسیح غشی کی حالت میں ایسا سخت بیہوش ہوا کہ مردہ سمجھ کر دفن کیا گیا اور تین دن' رات قبر میں مدفون رہا۔ کیونکہ مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح حضرت یونس علیہ السلام کی طرح قبر میں تین دن رہا۔

اب بتاؤ کہ یہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے کہ نہیں کہ ''مسیح صلیب سے نجات پا کر کشمیر پہنچا''۔ یہاں ہمارے چند سوالات ہیں' کوئی مرزائی جواب دے:

۱...... مسیح کو نجات کس نے دلائی؟ آیا پلاطوس کا کوئی حکم ہے جس کی تعمیل ہوئی اور مسیح کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلیب سے اتارا گیا اور مسیح کا قصور معاف کیا گیا' کوئی سند ہے تو پیش کرو۔

۲......مسیح کا علاج معالجہ کس ہسپتال میں ہوا' کیونکہ یہ تو ممکن نہ تھا کہ مسیح جس کو اس قدر عذاب صلیب پر دیئے گئے کہ مر گئے اور دفن کئے گئے' وہ خود بخود قبر سے نکل آتے اور سفر کے قابل ہوتے۔

۳......قبر پر جب پہرہ تھا اور تمام ملک مسیح کا دشمن تھا تو پھر اسکو کس نے قبر سے نکالا اور کس نے ایسی سواری مسیح کے لئے مہیا کی کہ فوراً وہ ہندوستان میں پہنچ گیا اور پکڑا نہ گیا؟ شاید ہوائی جہازوں پر آیا ہو! مگر بدقسمتی سے اس وقت تو ریل گاڑی بھی نہ تھی' کہ جس پر سوار ہو کر ہندوستان کو آتے۔ خرِ عیسیٰ تو کام نہ دے سکتا تھا کہ ایسے کمزور کو ہندوستان پہنچا دیتا۔

۴......مسیح جب بھاگا تو انکا تعاقب حکام کی طرف سے کیوں نہ کیا گیا؟ تندرست انسان تو چوری بھیس بدل کر بھاگ سکتا ہے' مگر ایسے سخت بیمار کا بھاگنا ناممکن ہے' جس کے پاؤں لمبے لمبے کیلوں سے زخمی ہو گئے تھے' وہ تو ایک قدم بھی نہ چل سکتا تھا۔ اگر دوسرے جنازہ اُٹھاتے تو پکڑے کیوں نہ گئے؟

۵......جب مسیح مصلوب ہوا' اور بقول مرزا صاحب صلیب کے عذابوں سے اس قدر بیہوش تھا کہ مردہ سمجھا گیا' تو قبر میں دم گھٹ جانے سے کیونکر زندہ رہا؟ کیا یہ محالِ عقلی نہیں کہ انسان بغیر ہوا کے زندہ رہ سکے؟

۶......اگر بقول مرزا صاحب مسیح کشمیر میں ۸۷ برس زندہ رہا تو پھر کس قدر عیسائی کشمیر میں پھیلے۔ مگر تاریخ بتا رہی ہے کہ مسلمانوں کے راج سے پہلے نہ کوئی مسلمان اور نہ عیسائی سرینگر کشمیر میں تھا۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ جس جگہ نبی اللہ ۸۷ برس رہے وہاں ایک آدمی بھی ان پر ایمان نہ لائے؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner
Aqaideislam.com/org/net

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷......اگر کشمیر والی قبر مسیح کی قبر ہے تو پھر شہزادہ نبی ''یوز آصف'' کی قبر کیوں مشہور ہے؟ مسیح کا لقب تو ہرگز ''یوز آصف شہزادہ'' نہ تھا اور یہ قبر شہزادہ نبی کی ہے۔

۸......مسیح آسمانی کتاب توریت و شریعت موسوی کا' بقول مرزا صاحب پیرو تھا۔ اگر یوز آصف والی قبر' مسیح کی قبر ہوتی تو بیت المقدس کی طرف مردے کا منہ ہوتا۔ یعنی مغرب کی طرف سر اور مشرق کی طرف پاؤں ہوتے۔ جیسا کہ یہود اور نصاریٰ کا قاعدہ ہے۔ مگر جو قبر کشمیر میں ہے اس کا سر شمال کی طرف ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ مردہ عیسائی ہو اور مسلمانوں کے مقبرہ میں مدفون ہو۔ مرزا صاحب نے اس قبر کا نقشہ اپنی کتاب ''راز حقیقت'' کے ص ۱۹/ پر دیا ہے' وہ ملاحظہ کر کے جواب دینا چاہیے۔ کیونکہ یہ نقشہ یہودیوں اور عیسائیوں کی قبروں کا نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ کشمیر والی قبر یوز آصف کی قبر ہے جو ''شہزادہ نبی'' کے نام سے مشہور تھا۔

۹......قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جس جگہ بھی رہیں ان کے لئے مبارک ہے۔ کیا یہ ایک نبی کے لئے مبارک ہے کہ بلاد شام میں جس جگہ وہ صرف چند سال رہے ہزاروں ان کے پیرو ہوں اور جس جگہ بقول مرزا صاحب ۸۷/ برس رہیں ایک پیرو بھی نہ ہو؟ ورنہ دوسرے عیسائیوں کی قبریں بھی کشمیر میں دکھاؤ۔ اگر کہو کہ مسیح نے اپنی جان کے خوف سے تبلیغ کا کام نہیں کیا تھا اور خاموش زندگی بسر کی تھی' تو یہ نبی و رسول کی شان سے بعید ہے' کہ اپنی جان کے خوف سے اپنا فرض منصبی ادا نہ کرے۔ اور مرزا صاحب کے بیان کے بھی برخلاف ہے' کیونکہ مسیح بقول مرزا صاحب اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر آئے تھے۔ ان کو اپنی بھیڑوں سے کیا ڈر تھا۔ نیز یہ کہ کھوئی بھیڑیں یعنی بنی اسرائیل تو ملک تاتار' ترکستان' یونان اور چین میں بھی آباد تھے' وہاں مسیح کیوں نہ گئے؟ صرف کشمیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

جا کر چپ چاپ زندگی بسر کر کے مرنے سے کیا فائدہ؟ جبکہ کھوئی ہوئی بھیڑیں دیگر ممالک میں بھی ہیں اور کھوئی ہوئی بھیڑوں سے گمراہ و کافر مراد ہیں۔ جیسا کہ زبور میں لکھا ہے:

''میں اس بھیڑ کی طرح ہوں جو کھوئی جائے' بہک گیا ہوں۔ (زبور،ص ۱۱۹)

۱۰......مرزا صاحب قبول کرتے ہیں کہ عبادالرحمن کبھی فوت نہیں ہوتے۔ جب تک وہ کام مکمل نہ ہو جائے جس کے واسطے وہ مامور ہوں۔ جب کھوئی ہوئی بھیڑیں مسیح کو ملیں اور ان میں سے کسی ایک نے بھی مسیح کو نہ مانا اور عیسائی مذہب قبول نہ کیا' تو ثابت ہوا کہ مسیح فوت نہیں ہوئے' کیونکہ کشمیر کی کھوئی ہوئی اسرائیلی بھیڑیں یا ہندو ہیں یا مسلمان ہیں۔ لہٰذا نہ مسیح کا کام مکمل ہوا اور نہ اسکی موت کشمیر میں ہوئی۔

جب ایسے ایسے زبردست واقعات اور اعتراضات اور براہین قاطع سے ثابت ہے کہ کشمیر والی قبر' مسیح کی قبر نہیں' تو ضروری ہے کہ جس شخص کی یہ قبر ہے (شہزادہ نبی یوز آصف) اسکے حالات بیان کئے جائیں تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ مرزا نے اپنی غرض کے لئے یہ منگھڑت قصہ تصنیف کر لیا ہے کہ مسیح کی قبر کو یوز آصف کی قبر کہتے ہیں۔ حالانکہ پہلے خود ہی قبول کر چکے ہیں کہ مسیح کی قبر بلاد شام میں ہے۔

مختصر حالات یوز آصف

ملک ہندوستان کے صوبہ سولابط (سولابت) میں ایک راجہ مسمّی ''جنسیر'' گذرا ہے۔ اسکے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا' جس کا نام یوز آصف رکھا گیا۔ بعد پرورش جب یوز آصف بڑا ہوا اور اسکے حسن اور اخلاق و ادراک اور عقل کا شہرہ ہوا اور اسکی رغبت ترکِ دنیا اور حصولِ دین کی طرف پانے کا عام غلغلہ شہرۂ آفاق ہوا' تو ایک بزرگ جو کہ نہایت عابد و زاہد تھا جس کا نام ''حکیم بلوہر'' تھا' ولایت لنکا سے بحری سفر کر کے ارض سولابط میں آیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner
Aqaideislam.com/org/net

https://ataunnabi.blogspot.com/

اورشہزادہ یوز آصف کی ملاقات کے واسطے اس کی ڈھوری پر آیا اور ایک خدمت گار کے ذریعہ سے یوز آصف کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام بجالایا۔شہزادہ نے بڑی تعظیم سے اسکا استقبال کر کے نہایت عزت سے اپنے پاس بٹھایا۔حکیم بلوہر' شہزادہ کو دین کی باتیں سکھاتا' عبادت الٰہی کے طریقے سے واقف کرتا اور دنیا و مافیہا سے اس کو نفرت دلاتا۔کچھ مدت بعد شہزادہ' اسرارِ دین سے واقف ہوگیا اور حکیم بلوہر اس سے رخصت ہوگیا۔ایک دفعہ شہزادہ یوز آصف کو خدا کی طرف سے بذریعہ فرشتہ پیغام پہنچا اور تنہائی میں فرشتہ نے کہا کہ تجھے سلامتی ہو۔اور تو انسان ہے۔میں تیرے پاس آیا ہوں کہ رحمتِ الٰہی کی تجھ کو خوش خبری دوں اور مبارکباد دوں۔جب شہزادہ نے یہ خوشخبری سنی' سجدہ کیا اور حق تعالیٰ کا شکر کیا اور کہا کہ جو کچھ آپ فرمائیں گے میں اطاعت کروں گا۔اور اپنے پروردگار کی طرف سے جو حکم ہوگا بجالاؤں گا۔فرشتے نے کہا کہ میں چند دن کے بعد پھر تیرے پاس آؤں گا اور تجھے یہاں سے لے چلوں گا' تو نکل جانے کے لئے تیار رہنا۔

یوز آصف نے ہجرت اور سفر کا ارادہ مصمم کرلیا اور اس راز کو سب سے چھپایا۔

ایک روز آدھی رات گذری تھی کہ وہی فرشتہ یوز آصف کے پاس آیا اور کہا کہ تاخیر مت کرو اور فوراً تیار ہو جاؤ۔یوز آصف اُٹھ کھڑا ہوا اور سوار ہو کر اپنی راہ لی۔یہانتک کہ ایک صحرائے وسیع میں پہنچا اور وہاں ایک چشمہ کے کنارے بڑا درخت دیکھا۔جب قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ نہایت ہی پاکیزہ اور شفاف چشمہ ہے اور نہایت ہی خوبصورت درخت ہے۔یہ دیکھ کر یوز آصف بہت خوش ہوا اور اس درخت کے نیچے کھڑا ہوگیا۔ایک مدت تک یوز آصف اس ملک میں رہا۔اور لوگوں کو ہدایتِ دین کرتا رہا۔اس کے بعد پھر ملک سلابط کو آیا۔اسکے باپ نے اس کے آنے کی خبر سن کر رؤساء و امرائے ملک کے ساتھ اس کا استقبال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

Aqaeislam.com/org/net

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا۔ یوز آصف نے ان سب کوتوحیدِ الٰہی کا رستہ بتایا اور ان کے درمیان وعظ کئے۔ اس کے بعد وہاں سے کوچ کیا اور بہت شہروں میں وعظ کرتا ہوا ملک کشمیر میں پہنچا اور اس ملک کے لوگوں کو ہدایت کی اور وہیں رہا۔ یہانتک کہ اس کا وقت مرگ آن پہنچا۔ مرنے سے پہلے اس نے اپنے ایک مرید مسمّی ''یابذ'' کو عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے کی وصیت کی۔ اس کے بعد یوز آصف نے عالمِ بقاء کی طرف رحلت کی۔

مفصل حالات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب ''یوز آصف اور بلوہر'' مترجمہ مولوی سید عبدالغنی صاحب عظیم آبادی، مطبوعہ مطبع ہاشمی دہلی۔ اور کتاب ''اکمال الدین واتمام النعمہ'' عربی کا ص ۳۵۸۔

اب ہم مرزائی صاحبان کو چیلنج دیتے ہیں اور ایک سو روپیہ کے انعام کا وعدہ کرتے ہیں کہ وہ کسی کتاب سے یہ ثابت کردیں کہ یوز آصف والی قبر جو شہزادہ نبی کے نام سے مشہور ہے۔ اس قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر مدفون ہیں یا کسی تاریخ کی کتاب کا حوالہ دیں اور اس کا صفحہ، سطر نوٹ کریں، ہم خود کتاب دیکھ لیں گے۔ اگر وہ کسی کتاب سے خواہ وہ کتاب تاریخ کی ہو، نہ دکھا سکیں تو پھر قرآن شریف اور حدیثات نبوی پر مرزا کی دروغ بیانی کو ترجیح نہ دیں اور اس فاسد عقیدہ سے توبہ کریں کہ مسیح بعد صلیب کشمیر میں آئے اور ۸۷ برس زندہ رہ کر فوت ہوئے اور محلہ خانیار میں جو قبر ہے وہ انہیں کی ہے۔

جس طرح ہم کتابوں کے حوالے دیتے ہیں اسی طرح مرزائی بھی کتابوں کا حوالہ دیں۔ بلا دلیل و ثبوت دعویٰ ہرگز قبول نہیں ہوسکتا۔ تاریخِ کشمیر جو ''تاریخ اعظمی'' کے نام سے مشہور ہے اور ایک ولی اللہ صاحبِ کشف والہام کی تصنیف ہے، اس کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے کہ: ''درزمانِ سابق یکے از سلاطین زادہ در پارسائی و تقویٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

بدرجه رسیده که برسالت این خطّه مبعوث شد۔ و بدعوتِ خلائق اشتغال نمو ونامش یوز آصف بود۔ بعد رحلت درمحله آنز مره قریب خانیار آسود۔" ترجمہ: "پہلے زمانہ کے شہزادوں میں سے ایک شہزادہ پرہیزگاری اور پارسائی میں اس درجہ تک پہنچا تھا کہ اس خطہ کی رسالت کے واسطے مبعوث ہوا اور خلقت کی تبلیغ اور دعوتِ حق میں مشغول رہا۔ اس کا نام یوز آصف تھا اور مرنے کے بعد اس محلہ کے گروہ میں خانیار کے قریب دفن کیا گیا"

پرانی باتوں کی تصدیق زمانہ حال کے علماء وفضلاء ورئیسانِ سرینگر کشمیر، اس طرح کرتے ہیں:

شہادت (۱)......خواجہ سعد الدین ولد ثناء اللہ مرحوم کی ہے۔ وہ قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس کے استفسار پر لکھتے ہیں:

"السلام علیکم۔ مکاتبہ مسرت طراز بخصوص دریافت کردن کیفیت اصلیت مقبرہ یوز آصف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خانیار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا صاحب قادیانی و اطلاع آں زمان سعید رسید باعث خوشوقتی شد۔ من مطابق چٹھی مرسولہ آن مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر در پئے آں رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آں میکنم"۔

مقبرہ روضہ بل یعنی "کوچہ خانیار بلاشک بوقت آمدن از راہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است۔ مگر آن مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مروکہ ہم صاحب کشف وکرامات

Aqaideislam.com/org/net
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

محقق بودند۔ مقبرہ سید نصیرالدین قدس سرہ میباشد بملاحظہ تاریخ کشمیر معلوم نمیشود کہ آں مقبرہ بمقبرہ یوز آصف مشہور است"۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریرمیفرمائند بلے اینقدر معلوم میشود کہ مقبرہ حضرت سنگ قبرے واقع است۔ آنرا قبر یوز آصف ننوشتہ است بلکہ تحریرفرمودہ اندکہ درمحلہ آنزمرہ مقبرہ یوز آصف واقع ست۔ مگر آں نام بلفظ سین نیست بلکہ بلفظ صاد است و ایں محلہ بوقت آمدن از راہ مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست درمیان انزمرہ و روضہ بل یعنی کوچہ خانیار مسافت واقع ست بلکہ نالہ نارھم مابین آنہا حائل است۔ پس فرق بدو وجہ معلوم میشود۔ ہم فرق لفظی وہم فرق معنوی۔ فرق لفظی آنکہ یوز آصف بہ صاد است در آنزمرہ مدفون نوشتہ اند بلفظ سین آں نیست وتغائر اسم بر تغائر مسمی دلالت میکند و فرق معنوی آنکہ یوز آصف کہ مرزا صاحب میفرمائید کہ درکوچہ خانیار واقع ست۔ ایں درمحلہ انزمرہ تغائر مکان بر تغائر مکین دلالت میکند۔

کہ یک شخص در دہ جا مدفون بودن ممکن نیست۔ عبارتیکہ در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرد مذکور است این است حضرت سید نصیرالدین خانیاری از سادات عالیشان است در زمرہ مستورین بود بتقریبے ظہور نمودہ مقبرۂ میر قدس سرہ درمحلہ خانیار مہبط فیوض و انوار است ودر جوار ایشاں سنگ قبرے واقع شدہ درعوام مشہور استکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنجا پیغمبرے آسودہ است کہ در زمان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود۔ ایں مکان بمقام آں پیغمبر معروف است۔ در کتابے از تواریخ دیدہ ام کہ بعد قضیہ دور دراز حکایتے می نویسد کہ یکے از سلاطین زادھائے براہ زھد و تقوی آمدہ ریاضت و عبادت بسیار کردہ برسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق مشغول شد و بعد رحلت در محلہ آنزمرہ آسودہ۔ در آں کتاب نام آں پیغمبر را یوز آصف نوشت۔ آنزمرہ و خانیار متصل واقعست۔ از ملاحظہ آں عبارت صاف عیاں است کہ یوز آصف درمحلہ آنزمرہ مدفون است در کوچہ خانیار مدفون نیست و ایں یوز آصف از سلاطین زادھا بودہ است و ایں عبارت تواریخ مخالف و مناقض ارادہ مرزا صاحب است۔ زیراکہ یسوع خود را بکسے از سلاطین وغیرہ انتساب نہ کردہ اند... فقط۔

(راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ و فرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم و مغفور، از کوچی خواجہ ثناء اللہ، غلام حسن از کشمیر ۱۵/ ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ)

شہادت(۲)......اطلاع باوجود ارقام کردہ بود کہ در شہر سرینگر درضلع خانیار پیغمبرے آسودہ است۔ معلوم سازند موجب آن خود بذات بابت تحقیق کردن آں در شہر رفتہ۔ همیں تحقیق شدہ پیشتر از دو صد سال شاعرے معتبر وصاحب کشف بودہ است۔ نام آں خواجہ اعظم دیدہ ندی داشتہ یک تاریخ از تصانیف خود نمودہ است کہ دریں شہر دریں وقت بسیار معتبر است دراں ہمیں عبارت بتصنیف ساختہ است کہ در ضلع خانیار در محلہ روضہ بل میگوئند کہ پیغمبرے آسودہ است یوز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

آصف نام داشته و قبر دوم در انجا است از اولاد زین العابدین رضی اللہ عنہ۔ سید نصیر الدین خانیاری است وقدم رسول در آنجا هم موجود است۔ اکنون در آنجا بسیار مرجع اهل تشیعه دارد۔ بهر حال سوائے تاریخ خواجه اعظم صاحب موصوف دیگر سندے صحیح ندارد۔ "والعلم عند اللہ"۔

(راقم سید حسن شاہ از کشمیر، ۲۲ رذی الحجہ ۱۳۱۴ھ)

شہادت (۳)......جو علماء کشمیر کی طرف سے بذریعہ ایک رجسٹری شدہ لفافہ کے موصول ہوئی ہے:

نحمده ونصلی علی حبیبه محمّد واله واصحابه اجمعین، قبل از ظهور دین اسلام کدام مذهب بغیر مذهب هنود درکشمیر نبود نه از دین عیسوی نامے ونه از مذهب موسوی نشانے پیدا و هویدا بود۔ نه در کدام یکے از تواریخ معتبره مسطور است و نه بر زبان کدام کسے از عوام و خواص مذکور است که از دینِ عیسوی درکشمیر اثرے و یا از دین موسوی در اینجا خبرے بود۔ قبرے که درمحله خانیار است عامۂ خلائق بران اند که قبر یک بزرگ است وبعضی گفته اندکه قبر یک پیغمبر است که نام شان یوز آصف است۔ و ایں امر بعضے از بزرگاں را بکشف منکشف شد لیکن ایں امر هم درکدام تاریخے معتبر بطرز مسلسل و مدلل که سفید گونۂ اطمینان مے بود یافته نه شد بلکه سخنے بے بنیاد وسقفے بے عماد است۔ مرزا صاحب بفحوائے "الغریق یتشبت بکل حشیش" و بمقتضائے "حبک الشئ یعمی ویصم"۔ جائے خراشیده و وهمی تراشیده ایں اختراع کردند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

که یوز آصف بمعنی عیسٰی علیہ السلام است وحال روایت از تقریر بالا معلوم شد و بلحاظ اصول درایت هم ایں امر بغایت مستبعد و نهایت مشکل بلکه سراسر بهتان و سراپا هذیان معلوم میشود که عقل سلیم و طبع مستقیم هرگز جرأت تسلیم نمیکند۔ اول بایں وجه که حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنقدر راه دور دراز و دشوار گذار بقول شاعر ؎

بود قطع رہ کشمیر شکل بحق نتواں رسید از راہ باطل

بایں جانامے و نشانے از محبان و مخلصان شاں دریں دیار نبود تشریف مے آور دند باقطع نظر اگر چنیں صورت بوقوع هم مے آمد نامے و نشانے ازعیسویّت در اینجا یافته مے شد وآں بالکلیه مفقود وغیر موجود است۔ علاوه بر ایں بعد ظهور اسلام دریں دیار اگر هزارها سال بفرض محال گذشته میبودند در نام مبارک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اینقدر تغیر تبدل نمے شد و وجود ذی جود حضرت عیسی علیہ السلام باوجود بعثت و باآں معجزات ظاهره و کمالات باهره مانند "ابراء اکمه وابرص واحیاء موتی" هرگز هرگزمستور و محجوب نمی ماند و ایں امر بدیهی است حاجت بنظر نیست۔

(**مهر و دستخط**): احقر الانام کثیر الاثام محمد حسام الدین حنفی مفتی۔ (۲) ایضاً مولوی محمد صدرالدین مفتی اعظم کشمیر۔ (۳) ایضاً حرره الاحقر محمد سعدالدین عفی عنه المفتی الکشمیر ی القاضی۔ (۴) ایضاً احقر عماد الدین محمد یوسف عفی عنه (مهریں بمعہ دستخط)

واقعی درکشمیر در محله خانیار قبر هیچ یکے از پیغمبراں نیست

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

و ندارد وکسانیکه از متبعان مرزا صاحب بتقلیدِ شان میگوئند که قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام است درمحله خانیار است محض هیچ وپوچ است۔ بفرض محال اگر چنیں روایت هم میبود درایت بالکل مخالف اوست۔ پس دانشمنداں اهالی اسلام بدانند قائل قول مرقوم محض مغالطه و فریب دهی سامعانِ خود محض برائے سخن پروری خود میکند وآں مردودو باطل است۔

(مہر و دستخط) مولوی مفتی محمد امان اللہ الحنفی عفی عنہ۔

درمحله خانیار قبر کدام نبی موجود نیست۔ آرے اینکه بصیغه تمریض دربعضی تاریخنامه ها نوشته است۔ آں همیں است که درمحله آنزمره قبریوز آصف است۔ یوز آصف کجا و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کجا۔ وشور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا بفلک رسیده۔ اگر درزمین همه بهارکشمیر وارد میشدند دعوائے آنها مخفی نمے مانند که خلاف مقصد بعثت انبیاء (علی نبینا وعلیه السلام) است و تاریخ نامهائے ملی وغیر ملی از حالات درودِ مبارک شان مشحون مے بودند۔ ''ولیس فلیس والتالی باطل فالمقدم مثله''۔

(مہر و دستخط) مولوی محمد اشریف الدین عفی عنہ المفتی القاضی۔

اب اگر کسی مرزائی صاحب میں غیرت وحق طلبی کا کچھ شمہ بھی ہے تو اسی طرح کی تاریخی سندات ثبوتِ دعویٰ میں پیش کریں، ورنہ خلق خدا کے لئے ہمچو مرزا جی ضَلَّ فَاَضَلَّ کے مصداق نہ بنیں۔

برادران اسلام! ہم تاریخی وتحریری سندات وشہادات سے ثابت کر چکے ہیں کہ کشمیر والی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبر جسے مرزا جی مسیح کی قبر کہتے ہیں، حقیقت میں شاہزادہ یوز آصف کی قبر ہے۔ چونکہ تاریخی ثبوت کی تردید کے واسطے بھی تاریخی ثبوت ہونا چاہئے، مگر ایسا کوئی ثبوت مرزا جی اور مرزائیوں کے ہاتھ میں نہیں۔ صرف قیاسی اور شکی باتیں پیش کرتے ہیں جو ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں۔ اس واسطے ضروری ہے کہ انکے اوہام اور قیاسی دلائل کے بھی دندان شکن جواب دیئے جائیں، تاکہ اہل اسلام دھوکہ نہ کھائیں۔ لہٰذا ذیل میں ہم انکے دلائل لکھ کر ساتھ ہی جواب عرض کرتے ہیں:

دلیل (۱)......مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''سو واضح ہو کہ حضرت مسیح کو انکے فرض رسالت کے رو سے ملک پنجاب اور اسکے نواح کی طرف سفر کرنا نہایت ضروری تھا، کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے، جنکا انجیل میں اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں نام رکھا گیا ہے، ان ملکوں میں آ گئے تھے، جنکے آنے میں کسی مؤرخ کو اختلاف نہیں۔ اسلئے ضروری تھا کہ حضرت مسیح اس ملک کی طرف سفر کرتے اور ان گمشدہ بھیڑوں کا پتہ لگا کر خدا تعالیٰ کا پیغام انکو پہنچاتے''۔ (دیکھو ص ر ۹۱، باب مسیح ہندوستان، مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب: جن مؤرخوں نے مسیح کا ہندوستان میں آنا لکھا ہے اور پھر کشمیر میں فوت ہو کر محلہ خانیار میں مدفون ہونا بتایا ہے، کوئی مرزائی مرزا کو سچا ثابت کرنے کے واسطے اس تاریخ کی کتاب کا نام لکھ کر صفحہ کا حوالہ دیدے جہاں لکھا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آ کر فوت ہوا، اور کشمیر میں اسکی قبر ہے۔ ہم اس مرزائی کو ایک سو روپیہ انعام دیں گے۔ اگر کوئی مرزائی یہ نہ بتا سکے تو اسکو یقین کرنا چاہئے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ کیونکہ گذشتہ واقعات کی تصدیق کتبِ تواریخ سے ہی ہوتی ہے، صرف قیاس کر لینا کافی نہیں۔ جب کسی خاص شخص کا ذکر ہو تو پھر اسکے نصف حصہ کو نقل کرنا اور نصف حصہ اپنے پاس سے جوڑ لینا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

راست بازی اور دیانت کے خلاف ہے۔

جن مؤرخوں نے بزعم مرزا صاحب، مسیح علیہ السلام کا ہندوستان میں آنا لکھا ہے، انہی مؤرخوں نے یہ بھی تو لکھا ہے کہ مسیح ۲۹ رسال کی عمر میں ہندوستان سے واپس ملک بنی اسرائیل میں گئے اور ۳۳ رسال کی عمر میں صلیب دیئے گئے۔ اور صلیب پر فوت ہوئے اور جس جگہ صلیب دیئے گئے وہیں انکی قبر ہے یعنی ملک شام میں، جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کیا مرزا صاحب کا قیاس درست ہوسکتا ہے؟ کہ چونکہ مسیح ہندوستان میں آئے اس لئے انکا فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ یہ ایسی ہی رڈی دلیل ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ حکیم نورالدین کی قبر لاہور میں ہے، کیونکہ وہ لاہور میں آتے رہے ہیں۔ حالانکہ لاہور انکا آنا اور بات ہے اور فوت ہوکر مدفون ہونا امر دیگر۔

پس بفرض محال اگر بقول روسی سیاح، مسیح علیہ السلام ہندوستان میں آئے تو اس سے انکا ہندوستان میں فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا، تاوقتیکہ جس مؤرخ نے یہ لکھا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آیا وہی مؤرخ یہ نہ لکھے کہ مسیح علیہ السلام ہندوستان میں آکر فوت ہوا اور کشمیر میں ان کی قبر بنائی گئی۔ جب وہی مؤرخ جنہوں نے مسیح کا ہندوستان اور تبت میں آنا لکھا ہے، وہی خود لکھ رہے ہیں کہ مسیح ۲۹ ربرس کی عمر میں اپنے وطن کو واپس چلے گئے اور وہاں صلیب پر دو چوروں کے ساتھ فوت ہوئے۔ اور وہیں ان کی قبر ہے، تو پھر مرزا جی کی منگھڑت کہانی جو انہوں نے مطلب براری کے واسطے بنائی ہے، تاریخی اور انجیلی ثبوت کے مقابل کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ شاید خوش اعتقاد بندے یہ کہہ دیں کہ مرزا جی نے بذریعہ کشف والہام خداتعالیٰ سے اطلاع پاکر ایسا لکھا ہے، تو اسکا جواب یہ ہے کہ پہلے جو مرزا نے لکھا کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا اور مدفون ہے۔ اور لکھا کہ بیت المقدس میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner
Aqaeislam.com/org/net

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسیح کی قبر ہے وہ بھی خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر لکھا تھا یا از خود ہی لکھ دیا تھا؟ جب پہلے کشف اور الہام کو خود ہی مرزا جی نے بے اعتبار کر دیا تو اب کیا اعتبار ہے کہ یہ کشف و الہام سچا ہو۔ جبکہ وہی تاریخ و انجیل جس کو مرزا خود پیش کرتے ہیں، وہی انجیل و تاریخ مرزا جی کا ردّ کر رہی ہے۔ بلکہ مرزا کے پہلے بیانات کی تصدیق کر رہی ہے کہ مسیح اپنے وطن میں دفن ہوئے۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مرزا جی کا قیاس غلط ہے کہ یوز آصف والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔

نیز مرزا کا قیاس اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ بخت نصر کے یروشلم کے تباہ کرنے کے وقت بنی اسرائیل کے بہت سے قبائل ترکستان، ماوراء النہر، شمالی عرب اور یونان کی طرف بھی چلے گئے تھے۔ (دیکھو خطبات احمدیہ کا تیسرا خطبہ، ص ۲۱۲، اور کتاب النبی والاسلام کا صفحہ ۸۔ جس میں قبائل بنی اسرائیل کا عرب میں آنا مذکور ہے) اور یہ بات مرزا خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' کے صفحہ ۱۰۰ پر بحوالہ ''مخزن افغانی باب سوم'' لکھتے ہیں: ''بخت نصر نے جب بنی اسرائیل کو شام سے نکال دیا تو آصف اور افغان کے قبائل عرب میں جاگزین ہوئے''۔ اب فریقین کے بیان سے ثابت ہے کہ عرب میں بھی قوم بنی اسرائیل آباد تھی۔

پھر مرزا صاحب کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' کے صفحہ ۹۴ پر قبول کرتے ہیں اور لکھتے ہیں: ''ایک اور روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی لوگ تاتار میں جلاوطن کر کے بھیجے گئے تھے اور بخارا۔ مرو۔ اور خیوا کے متعلقہ علاقوں میں بڑی تعداد میں موجود تھے''۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ یہودی لوگ عرب تاتار میں ترکستان، یونان اور چین میں بھی علاوہ تبت و کشمیر کے آباد تھے تو پھر مسیح کا صرف کشمیر میں جا کر بیٹھ رہنا اور دوسرے ممالک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو نہ جانا اور اپنا فرض رسالت ادا نہ کرنا ثابت ہوگا جو ایک رسول کی شان سے بعید ہے کہ اپنی جان کے خوف سے یہودیوں میں تبلیغ نہ کرے اور ستاسی (۸۷) برس کشمیر میں ضائع کر کے فوت ہو جائے اور مدفون ہو۔ اور ایسی گمنامی کی حالت میں رہے کہ لوگ اس کا نام تک ہی بھول گئے کہ اس کی قبر کو یوز آصف کی قبر کہنے لگے۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک نبی اللہ اور رسول اللہ صاحب کتاب اپنی چپ چاپ زندگی بسر کرے۔

اگر وہ بقول مرزا قادیانی اپنی گمراہ بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر آیا تھا تو پھر بہت یہودی راہ راست پر آئے ہوں گے اور مسیح علیہ السلام کے پیروکار بکثرت کشمیر میں ہونے چاہئے تھے اور یہ ممکن نہ تھا کہ ایسے اولوالعزم پیغمبر کا ایک نام لیوا بھی کشمیر میں نہ رہا۔ نام لیوا تو در کنار اس کا صحیح نام بھی عوام اہل کشمیر کو یاد نہ تھا کہ صاحب قبر یسوع ہے، یوز آصف نہیں۔ اللہ اکبر! غرض انسان کو بالکل بے اختیار کر دیتی ہے۔ ملک شام میں مسیح صرف تین چار برس رہے۔ وہاں تو لاکھوں یہودی اس پر ایمان لائے اور ایمان بھی ایسا کہ خدائی کے مرتبہ تک پہنچائیں اور جہاں بقول مرزا قادیانی ستاسی (۸۷) برس رہے یعنی کشمیر، وہاں ایک بھی آدمی اس پر ایمان نہ لائے۔ یہ کس قدر خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہتک ہے کہ خدا تعالیٰ اپنا رسول ایسے ملک میں روانہ کرتا ہے جہاں اس کو ستاسی (۸۷) برس کے عرصہ میں کوئی بھی قبول نہیں کرتا بلکہ اس کا نام تک نہیں جانتا۔

نیز اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا سفر کرنا یہودیوں کی تلاش کے واسطے ضروری تھا تو پھر عرب، تاتار، ترکستان وغیرہ ممالک میں کیوں نہ گئے۔ وہاں ان کا فرض نہ تھا کہ وہاں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو راہ راست پر لاتے۔ اور کیا وہ وہاں نہ جانے سے اور چپ چاپ بے دست و پا ہو کر کشمیر میں ستاسی (۸۷) برس پڑا رہنے میں خدا تعالیٰ کے گنا ہگار نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے۔اور کشمیر میں ایک عیسائی نہ ہوا۔ ورنہ کسی عیسائی کا پتہ کسی تاریخ سے دو۔ اور ان کی قبریں بتاؤ کہ کس محلے میں ہیں؟ کیوں کہ تاریخی واقعات کی تصدیق یا تکذیب تاریخوں سے ہی ہو سکتی ہے۔ اپنے قیاس اور طبع زاد قصے بنا لینے سے نہیں۔ پس یہ قیاس بالکل غلط ہے کہ مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔ اگر کسی مؤرخ نے لکھا ہے تو دکھاؤ اور ایک سو روپیہ انعام پاؤ۔

دلیل (۲)......حضرت مسیح کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا دوسری قوم کی طرف نہیں بھیجا گیا۔

الجواب: حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں۔ یہ ایک استعارہ ہے جو آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ جو جلا وطن بنی اسرائیل ہو گئے ہیں، میں ان کے واسطے آیا ہوں۔

الف) دیکھو زبور ۱۱۹۔ ۱۷۴۔ میں اس بھیڑ کی مانند جو کھوئی جائے، بہک گیا ہو۔

ب) پطرس ۲۲۵۔ پہلے تم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے مگر اب اپنی جانوں کے گڈریا اور نگہبان کے پاس پھر آ گئے ہو۔

ج) یوحنا ۱۰۔ ۲۹ و ۲۷۔ لیکن تم اس لئے یقین نہیں کرتے کہ میری بھیڑوں میں سے نہیں ہو۔ میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں انہیں جانتا ہوں۔ اور میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔

ان ہر سہ حوالجات، زبور و اناجیل سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں، جلا وطن یہودی اس سے مراد نہیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ میں انہیں غیر ممالک میں تلاش کر کے پاؤں گا۔ بلکہ وہ صاف صاف فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner
Agaheislam.com/org/net

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان نہیں لاتا، وہ میری بھیڑ نہیں۔ گمشدہ بھیڑوں سے نہ ہدایات یافتہ اور گمراہ، غافل، بے دین لوگ مراد ہیں۔ جن کو حضرت مسیح علیہ السلام نے تعلیم دی اور راہ راست پر لائے۔ اگر کھوئی ہوئی بھیڑوں سے جلاوطن یہودی مراد ہوتے تو مسیح علیہ السلام دوسرے ملکوں میں جاتے مگر وہ تو انہی کو اپنی بھیڑیں کہتے ہیں جو ان پر ایمان لائے۔ ایسا ہی رسول ﷺ نے فرمایا ہے: "الم اجد کم ضالاً فھدا کم اللہ و کنتم متفرقین فانعمکم اللہ بی۔ ترجمہ: کیا نہیں پایا میں نے تم کو گمراہ پس ہدایت کی اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے ساتھ اور تھے تم تتر بتر پس خدا نے بلا لیا تم کو میرے ساتھ۔ (مشارق حدیث نمبر ۱۰۲۴)

حضرت خاتم النبیین محمد ﷺ نے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تصدیق فرمادی کہ کھوئی ہوئی سے مراد ضالاً یعنی گمراہ روحانی ہے نہ کہ جلاوطن۔

افسوس! مرزا قادیانی کچھ ایسے مطلب پرست تھے کہ اپنے مطلب کے واسطے تو اسم علم کا بھی استعارہ بنا لیتے اور ابن مریم کے معنی ابن غلام مرتضیٰ کر لیتے' بلکہ استعارہ کے طور پر حاملہ بھی ہو جاتے' دردِ زہ بھی ہوتی اور بچہ بھی جن لیتے' جو کہ بمنزلہ اطفال اللہ ہوتا اور (نعوذ باللہ) آپ استعارہ کے رنگ میں خدا کی بیوی بن جاتے۔ قادیان کو دمشق بنا لیتے' مگر جب اپنا مطلب استعارہ سے نہ نکلتا ہو تو استعارہ کو حقیقی معنوں میں لیتے۔ کیا کوئی عقلمند تسلیم کر سکتا ہے کہ امت عیسوی حقیقتاً بھیڑیں تھیں؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ان کو آواز دیتے تو بھیں بھیں کرتی ہوئی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آتی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اپنی بھیڑ اسی کو فرماتے ہیں جو ان کے پیرو تھے۔ اور یہودی تو پانچویں صدی قبل از مسیح "بخت نصر" کے وقت بھاگ گئے تھے' وہ مسیح کی بھیڑیں کس طرح ہو سکتی ہیں؟ اور مسیح علیہ السلام کا فرض کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ انکے پیچھے پیچھے سفر کرتے پھریں۔ اور پھر سفر کا یہ نتیجہ کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

۸۷ ربرس میں ایک بھی عیسائی نہیں ہوا۔ خدا نے صلیب سے مسیح کو اسی واسطے نجات دی تھی کہ کشمیر جا کر تبلیغ کریں اور ایک بھی یہودی ایمان نہ لائے۔ کس قدر خدا کی ہتک اور لاعلمی ہے کہ مسیح علیہ السلام کو کشمیر روانہ کرنے کے نتیجہ سے بے علم تھا۔ پس یہ سراسر غلط ہے کہ مسیح علیہ السلام کشمیر میں آئے اور فوت ہو کر محلہ خانیار میں دفن ہوئے۔

دلیل (۳)...... اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح میں دو ایسی باتیں جمع ہوئی تھیں کہ وہ کسی نبی میں جمع نہیں ہوئیں۔ **ایک** یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی یعنی ایک سو پچیس برس زندہ رہے۔ **دوم** یہ کہ انہوں نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی۔ اس لئے نبی سیاح کہلائے۔ (دیکھو ص ۵۳، مسیح ہندوستان میں)

''کنز العمال'' میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' جس کے یہ الفاظ ہیں: یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''سب سے پیارے خدا کی جناب میں وہ لوگ ہیں جو غریب ہیں، پوچھا گیا کہ غریب کے کیا معنی ہیں؟ کہا وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں''۔ (ریویو جلد ۲، نمبر ۶، ص ۲۳۵)

الجواب:...... یہ بالکل غلط ہے کہ تمام فرقے مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام ایک سو پچیس برس زندہ رہے' بلکہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کا یہ مذہب ہے کہ حضرت مسیح ۳۳ ربرس اس دنیا میں رہے اور انکا رفع ۳۳ ویں برس ہوا' اور پھر آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ اور بعدِ نزول، فوت ہو کر مقبرۂ رسول اللہ ﷺ میں دفن ہوں گے۔ اور انکی قبر چوتھی قبر ہوگی، درمیان قبروں ابوبکر و عمر کے۔ اور یہی مذہب عیسائیوں کا انجیل میں مذکور ہے، جسکی تصدیق قرآن شریف نے بدیں الفاظ: {وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ} {وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا. بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ} کر دی ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے اور نہ صلیب دیئے گئے، بلکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی طرف اٹھالیا۔اب قرآن شریف سے بعبارت النص ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور نہ قتل ہوئے، جب قتل نہ ہوئے اور اٹھائے گئے تو زندہ ثابت ہوئے۔ کیونکہ یہود کا قاعدہ یہ تھا کہ پہلے مجرم کو قتل کرتے اور بعد میں صلیب پر لٹکاتے' تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب دیئے گئے تو زندہ اٹھایا جانا ثابت ہوا۔کیونکہ قتل وصلیب کا فعل جسم پر وارد ہوتا ہے جس کی تردید قرآن شریف فرمارہا ہے۔جب انہیں قتل وصلب سے بچایا گیا تو جسمی رفع بھی ثابت ہوا۔کیونکہ قتل وصلب کا فعل جسم پر وارد ہوسکتا ہے۔روح کو نہ تو کوئی قتل کرسکتا ہے اور نہ پھانسی دے سکتا ہے۔پس جو چیز قتل اور لٹکانے سے بچائی گئی یعنی جسم، جب رفع مسیح جسمانی ہوا،تو ثابت ہوا کہ قرآن شریف کے ماننے والے فرقے تو ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ مسیح نے ایک سوپچیس برس کی عمر پائی۔ یہ مرزا جی کا سب فرقوں پر بہتان ہے۔ افسوس! مرزا جی اپنی مایہ ناز حدیث بھی بھول گئے جس میں لکھتے رہے کہ مسیح علیہ السلام کی عمر ایک سوبیس برس کی تھی۔مرزا کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ سوائے مسیح علیہ السلام کے کامل عمر کسی نبی نے نہیں پائی۔شاید مرزا صاحب حضرت آدم وحضرت نوح وحضرت شیث علیہ السلام وغیرہم کو نبی تسلیم نہیں کرتے ہیں' جنہوں نے ایک ہزار برس کے قریب عمریں پائیں۔

(دیکھو بائبل،باب پیدائش)

دوم: یہ کہ انہوں نے اکثر حصوں ملک کی سیر کی' یہ بھی غلط ہے''انجیل'' سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ملک شام میں ہی سیر اور تبلیغ فرماتے رہے اور وہیں انکی امت تھی اور وہیں ملک شام میں واقعہ صلیب ہوا اور وہ صرف ۳۳ برس دنیا میں رہے۔یہ بھی مرزا صاحب نے غلط لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام دین لے کر بھاگا، بلکہ جان بوجھ کر دھوکا دیا ہے۔اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث میں تحریف معنوی کی ہے۔ہم مرزا صاحب کا جھوٹ ظاہر کرنے کے واسطے حدیث کے اصل الفاظ نقل کرتے ہیں تا کہ تمام مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب جھوٹ تراشنے اور دوسروں کو دھوکا دینے میں کس قدر دلیر تھے۔حدیث یہ ہے: (دیکھو" کنز العمال" جلد ۱، ص ۵۱):

"قال أحب الشئ الى الله الغرباء قيل أى شئ الغرباء قال الذين يفرون بدينهم ويجتمعون الى عيسى ابن مريم" ترجمہ:"فرمایا نبی ﷺ نے: خدا کی جناب میں پیارے وہ لوگ ہیں جو غریب ہیں، پوچھا گیا کہ غریب کے کیا معنیٰ؟ فرمایا وہ لوگ جو بھاگیں گے ساتھ دین اپنے کے اور جمع ہوں گے طرف عیسیٰ بیٹے مریم کے"۔مرزا جی نے الفاظ حدیث "الذين يفرون بدينهم ويجتمعون الى عيسى ابن مريم" کا ترجمہ غلط کر کے سخت دھوکا دیا ہے۔یعنی آپ لکھتے ہیں:"وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں"۔مرزا کے یہ معنی ایک ادنیٰ طالبعلم بھی غلط قرار دے سکتا ہے۔"يجتمعون الى عيسى ابن مريم" میں لفظ "الى" کو تشبیہ گردانا اور اس کے معنی کئے:"عیسیٰ کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں"۔

ناظرین پر واضح ہو کہ "الى" کے معنی طرف ہیں، نہ کہ طرح۔یعنی عیسیٰ بن مریم کی طرف لوگ جمع ہوں گے۔چونکہ اس حدیث کے الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصالتاً نزول ثابت کرتے ہیں اس لئے مرزا جی نے معنی غلط کر دیئے۔مگر یہ خدا کی قدرت ہے کہ جس حدیث کو مرزائی اپنے مفید مطلب سمجھ کر پیش کرتے ہیں وہی انکے مدعا کے خلاف ہوتی ہے۔اس حدیث میں بھی صاف اصالتاً نزول عیسیٰ بن مریم مذکور ہے نہ کہ اسکا کوئی بروز و مثیل۔کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے وقت جو جو لوگ عیسیٰ بن مریم کی طرف جمع ہوں گے، یعنی ان کی جماعت میں شامل ہوں گے، وہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ کے پیارے ہوں گے۔اب تو روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ وہی عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے اور وہ زندہ ہیں۔اس کے سوا جو دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔اب جو شخص کہے کہ عیسیٰ بن مریم مر چکے ہیں وہ نہیں آ سکتے ،رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتا ہے۔کیونکہ اگر عیسیٰ بن مریم دوسرے نبیوں کی طرح مر چکے ہوتے تو پھر انکا نزول بھی نہ فرمایا جاتا۔کیونکہ جو شخص مر جاتا ہے وہ اس دنیا میں واپس نہیں آتا اور حضرت مسیح علیہ السلام از روئے قرآن و حدیث واپس آنے والے ہیں‘ اس لئے ثابت ہوا کہ وہ زندہ ہیں‘ کیونکہ اگر وہ دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہو جاتے تو پھر حضرت خلاصۂ موجودات یہ ہرگز نہ فرماتے کہ ”تم میں عیسیٰ بن مریم واپس آئیں گے“۔اسلئے کہ جو فوت ہو جائے وہ دوبارہ واپس نہیں آتا۔لہٰذا کسی مسلمان کا یہ حوصلہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کو (نعوذ باللہ) جھٹلائے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کو فوت شدہ تسلیم کرے۔پس اس مختصر بحث سے ثابت ہوا کہ اب حضرت عیسیٰ بن مریم زندہ ہیں اور کسی تاریخ کی کتاب میں انکا فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا مذکور نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ کشمیر میں جو قبر ہے وہ یوز آصف کی ہے نہ کہ عیسیٰ بن مریم کی۔

دلیل (۴)......دیکھو”راز حقیقت،ص ۱۷/ ۶“ اصل عبارت: ”حال میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جس کو لنڈن سے میں نے منگوایا ہے وہ بھی اس رائے میں ہم سے متفق ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے......(الخ)۔

الجواب:......روسی سیاح کی انجیل نے تو مرزا صاحب کی تمام افسانہ سازی اور دروغ بافی کارڈ کر دیا ہے۔افسوس! مرزا صاحب اپنی مسیحیت و مہدویت کے کچھ ایسے دلدادہ تھے کہ خواہ مخواہ جھوٹ لکھ کر لوگوں کو اس نیت سے دھوکا دیتے کہ کون اصل کتاب کو دیکھے گا۔لیکن ہم نے جب مرزا جی کے حوالہ کے مطابق کتاب دیکھی تو بالکل برعکس پائی۔اسی روسی سیاح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی انجیل جس کو ہم پہلے ہی مختصراً نقل کر آئے ہیں' جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودہ برس کی عمر میں سندھ کے اس پار آئے اور ۲۹ / برس کی عمر میں پھر ملک بنی اسرائیل یعنی شام میں واپس چلے گئے اور وہاں ۳۳ / برس کی عمر میں پھانسی دیئے گئے اور بلادِ شام میں انکی قبر ہے۔ آؤ مرزا جی کے مریدو! اسی روسی سیاح کی انجیل کا فیصلہ ہم منظور کرتے ہیں۔ آپ بھی خوفِ خدا کریں اور یوزآصف کی قبر کو عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نہ کہیں۔ اب تو آپکا روسی سیاح آپ کی تردید کررہا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب سے نجات پاکر کشمیر میں آئے اور ۸۷ / برس زندہ رہ کر کشمیر میں فوت ہوئے اور اسی سیاح کی انجیل مرزا جی اور آپ کو جھوٹا قرار دے رہی ہے کہ ہندوستان کی واپسی کے بعد شام میں مسیح مصلوب ہوا اور وہیں ملک شام میں اس کی قبر ہے۔

جس کو مرزا قادیانی بھی اپنی کتاب ست بچن کے حاشیہ پر تسلیم کر چکے ہیں کہ بلاد شام میں مسیح کی قبر ہے۔ لہٰذا روسی سیاح کی انجیل سے بھی یہی ثابت ہوا کہ کشمیر میں عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نہیں۔

دلیل (۵)......اور پھر اس جگہ وہ حدیث جو کنز العمال میں لکھی، حقیقت کو اور بھی ظاہر کرتی ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: حضرت مسیح علیہ السلام کو اس ابتلاء کے زمانے میں جو صلیب کا ابتلاء تھا، حکم ہوا کہ کسی اور ملک کی طرف چلا جا تاکہ یہ شریر یہودی تیر نسبت بد ارادے رکھتے ہیں اور فرمایا کہ ایسا کر تو ان ملکوں سے دور نکل جا۔ تاکہ تجھ کو شناخت کر کے یہ لوگ دکھ نہ دیں۔ (تحفہ گولڑویہ، ص ۱۳، خزائن، ج ۱۴ ص ۹۹)

الجواب:......افسوس مرزا قادیانی نے اس جگہ بھی وہی حرکت کی ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص کرتا تو مرزا قادیانی اس کو یہودیانہ حرکت کہتے اور لعنت کا مورد بناتے۔ کیا کوئی مرزائی بتا

Aqaidislam.com/org/net
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکتا ہے کہ حدیث کے کن الفاظ کا یہ ترجمہ ہے۔" اس ابتلاء کے زمانے میں جو صلیب کا زمانہ تھا"۔ ہم مرزا کی دیانت داری کا پول کھولنے کے واسطے حدیث کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں تا کہ مرزا جی کا سچ جھوٹ ظاہر ہو۔ دیکھو ص ۳۴ پر حدیث اس طرح درج ہے

:اوحی اللّٰہ تعالیٰ الی عیسیٰ: ان یعیسیٰ انتقل من مکان الی مکان لعلہ تعرف وتوذی (رواہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ، کنز العمال، ج ۳، ص ۱۵۸، حدیث ۵۹۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے وحی کی طرف عیسیٰ کے: کہ اے عیسیٰ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جا۔ تا کہ تو پہچانا نہ جائے اور تجھے ایذا نہ دی جائے۔

کوئی مرزائی بتائے کہ "اس ابتلاء کے زمانے میں جو صلیب کا زمانہ تھا"۔ مرزا جی نے کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ مرزا جی تحریف کے مرتکب بھی ہوئے مگر الٹا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام حفاظت جسمانی کرنا چاہتا ہے، جس سے رفع روحانی کا ڈھکوسلا جو مرزا جی نے ایجاد کیا، غلط ہوا۔ تا کہ اس کے جسم پاک کو صلیب کے زخموں کے عذابوں سے بچا لے۔ اس لئے وحی کی کہ کسی اور جگہ چلا جائے تا کہ اس کو یہودی تکلیف نہ دیں۔

جب ارادہ خداوندی یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کے جسم کو یہودیوں کے عذاب سے بچائے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے، تو ثابت ہوا کہ مرزا جی کا مذہب کہ "مسیح صلیب پر چڑھایا گیا، اس کو کوڑے لگائے گئے، لمبے لمبے کیل اس کے اعضاء میں ٹھونکے گئے اور عذاب صلیب کے درد و کرب سے ایسا بے ہوش ہوا کہ مردہ سمجھ کر اتارا گیا"۔ سب کا سب غلط ہوا کہ اس حدیث نے آیت: {یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک} کی تفسیر کر دی کہ خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے بچانے کا وعدہ دیتا ہے۔ پس پہلے تو خدا نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کو اپنے قبضہ میں کرلیا یعنی اس مکان سے جس کا محاصرہ یہودیوں نے کیا تھا، اس مکان سے صحیح سلامت نکال لیا اور کفار میں سے کوئی ان کو دیکھ نہ سکا اور یہودا اسکر یوطی جس نے مسیح علیہ السلام کو پکڑوانا چاہا، اس پر مسیح علیہ السلام کی شبیہ ڈالی اور وہی صلیب دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بال بال بچائے گئے۔ اس کی تصدیق انجیل برناباس بھی کرتی ہے کہ مسیح رفع سے پہلے حواریوں کو ملا اور اسی جگہ ان کو برکت دیتا ہوا اٹھایا گیا۔ دیکھو انجیل برناباس آیت ۲۴، فصل ۲۲۔ جب مسیح فوت ہی نہیں ہوا اور قرآن سے رفع جسمانی ثابت ہے تو پھر کشمیر میں اس کی قبر کا ہونا غلط ہے۔

دلیل (۵)......''جو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں، یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کی سیر کی ہوگی اور پھر جموں یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ اور چونکہ کشمیر بلاد شام کے مشابہ ہے اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہوگی۔ یہ بھی خیال ہے کہ کچھ عرصہ اپنی عمر کا افغانستان میں رہے ہوں اور کچھ بعید نہیں کہ وہیں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی اولاد سے ہوں''۔ (مسیح ہندوستان، ص ۶۸، خزائن ج ۱۵، ص ۷۰)

الجواب: دنیا میں کوئی شخص ایسا ہوشمند بھی ہے جو ایک طرف تو یہ کہے کہ تاریخ میں ایسا لکھا ہے اور دوسری طرف تمام شک، قیاس، تعجب اور فرضیت کا تودہ کھڑا کر دے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں۔ جب پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں تو پھر شکی، وہمی اور قیاسی فقرات کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور ساتھ ہی ہم یہ کہنے کیلئے مجبور ہیں کہ آپ کی کشفی اور الہامی طاقت کہاں گئی کہ تمام عمارت شک کی تعمیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر دی۔

سنو! مرزا جی ایک تاریخی امر کو کس طرح بیان کرتے ہیں کہ مسیح جموں یا راولپنڈی کے راستہ کشمیر گئے ہوں گے۔ اوپر تو دعویٰ ہے کہ تاریخ میں لکھا ہے اور یہاں ”جموں یا راولپنڈی کے راستہ کشمیر گئے ہوں گے“۔ افسوس! مرزا جی کو ان کے ملہم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ کشمیر کو گجرات، پونچھ اور جوالامکھی کے بھی راستے ہیں، پھر لکھتے ہیں:

۱......یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ مسیح نے بنارس، نیپال کی سیر کی ہوگی۔

۲......پھر جموں یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر گئے ہوں گے۔

۳......سرینگر کشمیر بلادِ شام کے مشابہ ہے۔ وہاں مستقل سکونت اختیار کی ہوگی۔

۴......یہ بھی خیال ہے کہ افغانستان میں شادی کی ہوگی۔

۵......کیا تعجب ہے کہ عیسیٰ خیل جو افغانوں کی قوم ہے، حضرت عیسیٰ کی اولاد ہوں۔

کوئی مرزا صاحب سے پوچھے کہ جناب ایک طرف تو آپ کا دعویٰ ہے کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتاتی ہیں' اور دوسری طرف بجائے تاریخ کی کتابوں اور صفحات کے حوالجات دینے کے ”کشمیر گئے ہوں گے“ ”سکونت اختیار کر لی ہوگی“ ”افغانوں میں شادی کی ہوگی“ ”کیا تعجب ہے کہ عیسیٰ خیل، عیسیٰ کی اولاد ہوں“۔ یہ شکیہ فقرے تو بتا رہے ہیں کہ جناب مرزا صاحب کو خود اپنی تسلی اور یقین نہیں' صرف فرضی طور پر ان کو اپنے دعویٰ مسیح موعود کی بنیاد وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ ایسے ایسے شکی فقرے لکھیں تا کہ بھولے بھالے مسلمان مسیح علیہ السلام کی وفات یقین کر کے قبر مسیح کشمیر میں تسلیم کر لیں۔ کوئی ہوشمند باحواس انسان قیاس کر سکتا ہے کہ ”عیسیٰ خیل افغان“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد ہیں؟ اگر یہ ”ایجاد بندہ اگر چہ سراسر خیال گندہ“ ایک منٹ کے واسطے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرض کرلیں تو پھر "یوسف زئی" جو افغانوں کی ایک قوم ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہوگی۔ اور "محمد زئی" حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اولاد تسلیم کرنی پڑے گی اور اس لغو قیاس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ قرآن شریف کی تکذیب ہوگی، جس میں فرمایا ہے: {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ} یعنی "محمد ﷺ تمہارے میں سے کسی مرد کے والد نہیں"۔

افسوس! مرزا صاحب ایسے "دیوانہ بکار خود ہوشیار" تھے کہ چاہے قرآن شریف کی تکذیب ہو، حدیث نبوی کی تردید ہو، مگر مرزا صاحب کا اُلو ضرور سیدھا ہو کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہو اور وہ مسیح موعود بن جائیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ ان کی تمام عمر اسی ایک من گھڑت قصے میں گذری اور تحریف بھی کی۔ اس پر بھی نہ وفات مسیح علیہ السلام ان سے ثابت ہوئی اور نہ قبر یوز آصف قبرِ مسیح علیہ السلام بنی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا افغانوں میں شادی کرنے کا ناول تو بہت ہی نرالا ہے، کیونکہ یہ مرزا صاحب کے اپنے بیان کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے حدیث کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ "فتزوج ویولد له" سے خاص نکاح مراد ہے اور وہ نکاح وہ ہے جو کہ مسیح موعود بعد نزول کرے گا"۔ مگر وہ نکاح تو ظہور میں نہ آیا اور حیات مسیح ثابت ہوئی، کیونکہ اسی حدیث میں "ثم یموت" لکھا ہے، یعنی بعد نزول انتقال کریں گے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام کا انتقال ہی نہیں ہوا تو قبر کیسی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعدِ نزول شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی، کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ہوا تھا تو ان کی شادی ابھی نہیں ہوئی تھی"۔ (دیکھو تکملہ مجمع البحار ص ۸۵) "وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال"۔

دلیل (۷)...... "بدھا ازم" مصنفہ سر مونیز ولیم کے صفحہ ۴۵ میں لکھا ہے کہ "چھٹا مرید بدھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا ایک شخص تھا جس کا نام ''یسا'' تھا (یہ لفظ یسوع کے لفظ کا مخفف معلوم ہوتا ہے) چونکہ حضرت مسیح بدھ کی وفات سے پانچ سو برس بعد یعنی چھٹی صدی میں پیدا ہوئے تھے، اس لئے چھٹے مرید کہلائے۔ (دیکھو کتاب مسیح ہندوستان میں، ص ۸۳، مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب:......مرزا صاحب کو جس طرح طبع زاد قصے بنانے اور جھوٹ کو سچ بنانے میں کمال ہے، اسی طرح انہیں تاریخ دانی میں بھی کمال ہے۔ گوتم بدھ تو مسیح سے ۶۳۰ برس پہلے ہو گذرا ہے۔ ہم ذیل میں اصل تاریخی عبارت نقل کرتے ہیں وھو ھذا:

''یہ مذہب مسیح سے ۶۳۰ برس پہلے آریہ ورت میں جاری ہوا۔ اس کے بانی ''ساکھی سنگھ گوتم بدھ'' قوم راجپوت تھے۔ اس قوم کے نشانات افریقہ، ایشیا، یورپ، امریکہ بلکہ جزائر میں بھی ملتے ہیں۔ فی الحال چین، جاپان، برہما، سیام، انام، تبت، لنکا، چینی، تاتار وغیرہ جگہوں میں اس مذہب کا بڑا زور شور ہے۔ تقریباً ستر کروڑ لوگ اس مذہب کے پیرو اور ''بدھ'' کہلاتے ہیں''۔ (دیکھو ص ۲۸۵ ثبوت تناسخ)

اول: اس تاریخی حوالہ سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ساتویں صدی میں بعد گوتم بدھ کے پیدا ہوئے' لہٰذا وہ کسی طرح چھٹے شاگرد نہیں ہو سکتے' کیونکہ ساتویں صدی میں ''بعد گوتم بدھ کے'' پیدا ہوئے۔

دوم: مسیح کو شاگرد بدھ تسلیم کرنے میں قرآن شریف کی تکذیب ہے' کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام مادر زاد رسول تھے، پڑھو: {وَرَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ} اور اوپر کی آیت میں لکھا ہے: {یُعَلِّمُہُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَالتَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ} (سورۂ آل عمران) یعنی ''اسکو حکمت اور کتاب سکھائی اللہ نے اور بنی اسرائیل کی طرف رسول کرکے بھیجا''۔

سوم: یہ قیاس بھی غلط ہے کہ گوتم بدھ کے شاگرد صرف چھ تھے' یعنی صدی صدی کا ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

شاگرد تھا۔ اس حساب سے تو گوتم بدھ کے آج تک صرف ۲۸ شاگرد ہوئے، جو کہ بالبداہت غلط ہے، کیونکہ بحوالہ تاریخ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ ''بدھ کے پیرو یعنی شاگرد ستر کروڑ ہیں''۔ اور یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ ''یسا'' یسوع کا مخفف ہے۔ ''یسوع'' عبرانی لفظ ہے اور ''یسا'' ہندوستانی لفظ ہے۔ کچھ تو معقولیت بھی چاہئے۔ مطلب پرستی اسی واسطے بری ہے۔ کجا عبرانی لفظ ''یسوع'' اور کجا ہندوستانی لفظ ''یسا''۔

دلیل (۸)...... کتاب ''پتا کیتان'' اور ''اتھا گہتا'' میں ایک اور بدھ کے نزول کی پیشگوئی بڑے واضح طور پر درج ہے جس کا ظہور ''گوتم'' یا ''ساکھی منی'' سے ایک ہزار سال بعد لکھا گیا ہے۔ گوتم بیان کرتا ہے کہ میں پچیسواں بدھ ہوں اور ''بگوا میتا'' نے ابھی آنا ہے۔ یعنی میرے بعد وہ اس ملک میں آئے گا، جس کا ''میتا'' نام ہوگا۔ اور وہ سفید رنگ ہوگا' اور بدھ نے آنے والے بدھ کا نام ''بگوا میتا'' اس لئے رکھا کہ ''بگوا'' سنسکرت میں ''سفید'' کو کہتے ہیں اور حضرت مسیح چونکہ بلادِ شام کے رہنے والے تھے، اسلئے وہ بگوا یعنی سفید رنگ تھے...... (الخ)۔ (دیکھو مسیح ہندوستان میں، ص ۸۱، مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب:...... یہ تک بندی ازروئے عقل و نقل باطل ہے۔ اگر گوتم بدھ نے لکھا ہے کہ ایک ہزار سال میرے بعد ''بگوا میتا'' آئے گا، تو اس آنے والے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نہیں ہو سکتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گوتم بدھ سے ۶۳۰ برس بعد ہوئے، ایک ہزار برس کے بعد ہرگز نہیں ہوئے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام بگوا میتا ہرگز نہ تھے۔ مرزا صاحب کا حافظہ بھی عجیب قسم کا تھا کہ حلیہ مسیح علیہ السلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''مسیح ناصری کا حلیہ جو رسول اللہ ﷺ نے شب معراج میں دیکھا' اس میں مسیح علیہ السلام کا رنگ سرخی مائل بہ سفیدی یعنی گندمی رنگ لکھا ہے''۔ (دیکھو صحیح بخاری، مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ جلد ۱، ص ۴۵۹)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''مسیح علیہ السلام کا رنگ گندمی یعنی سفیدی مائل سرخ تھا''۔ اب ''بگوا'' رنگ آنے والے بدھ کا دیکھ کر ملک شام کا رنگ تسلیم کرتے ہیں، حالانکہ خود ہی اپنی کتاب ''البریہ'' کے حاشیہ مندرجہ صفحہ ۲۶۳ پر لکھتے ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ عام شامیوں کی طرح سرخ رنگ تھے''۔ غرض مرزا صاحب اپنا مطلب منوانے کے ایسے متوالے تھے کہ خود ہی اپنی تردید کر جاتے ہیں اور موجودہ وقت کا راگ خواہ مخواہ الاپ دیتے ہیں' چاہے وہ کیسا ہی نامعقول ہو۔ کوئی پوچھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کی طرح کئی رنگ بدلتے تھے۔ ''بگوا'' رنگ تو آپ نے دیکھ لیا مگر یہ نہ سمجھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدھ کا اوتار کس طرح ہو سکتے ہیں۔ جبکہ بنی اسرائیلی نبی تھے اور تمام بنی اسرائیلی نبی تناسخ کے منکر اور قیامت کے قائل تھے۔ اور گوتم بدھ دوسرے اہل ہنود کی طرح تناسخ کے معتقد اور قیامت کے منکر تھے۔ اگر بفرضِ محال تسلیم بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بگوا یعنا بدھ تھے، تو پھر مرزا صاحب کا یہ لکھنا غلط ہوتا ہے کہ ''یسا'' یسوع کا مخفف ہے۔ ''میتا بدھ'' اور یسوع میں کچھ لگاؤ لفظی و معنوی نہیں۔

دوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک بدھ مت کے پیرو نہ ہوں تب تک ان کو بدھ کا شاگرد ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر مسیح علیہ السلام کو بدھ کا پیرو کہیں تو انکی نبوت و رسالت جاتی ہے' کیونکہ اسرائیلی نبیوں میں کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ تناسخ کا معتقد ہو۔ اور گوتم بدھ کی تعلیم تناسخ کی ہے۔ (دیکھو کتاب اواگون وچار، ص ۷) ''کرم کے مارے جنم بار بار لینا پڑتا ہے، جو جیو آتما کہلاتا ہے، سو کوش زخرانہ میں نہیں، کنتو پانچ سکندھوں میں رہتا ہے، انکے یہ نام ہیں: (۱) روپ (۲) دیدھ (۳) سنگیا (۴) سنسکار (۵) وگیان مرتیو کے سمہ یہ سب سکندہ نشٹ ہو جاتے ہیں''...... (الخ)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا حوالہ کہ بدھ کی تعلیم تناسخ کی تھی۔لیتھبرج صاحب مختصر تاریخ ہند کے صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں کہ "بدھ کی تعلیم کے بموجب انسان نفسانی شہوتوں اور زحمتوں اور آتما کے دائمی اواگون یعنی تناسخ سے اسی طرح نجات پاسکتا ہے"۔

تیسرا حوالہ ڈاکٹر ڈبلیو پنسٹر صاحب مختصر تاریخ ہند کے صفحہ ۱۰۹ پر لکھتے ہیں:

"اس نے یعنی بدھ نے تعلیم کی کہ انسان کی موجودہ اور گذشتہ اور آئندہ جنموں کی کیفیت مخفی نہیں کے اعمال کا نتیجہ ہے۔راحت اور رنج میں جو اس دنیا میں لاحق یعنی حاصل ہوتے ہیں ان کو ہمارے گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ لازمی تصور کرنا چاہیے اور اس جنم کے اعمال پر ہمارے آئندہ جنم کی راحت و رنج منحصر ہوگی۔جب کوئی ذی حیات فوت ہوتا ہے تو اپنے اعمال کے موافق ادنیٰ یا اعلیٰ حالت آئندہ میں پھر جنم لیتا ہے"......(الخ)۔

پس جب مہاتما بدھ کی تعلیم تناسخ کی ہے تو پھر کس قدر غضب ہے کہ ایک اولو العزم رسول، صاحب کتاب کو بدھ کا اوتار و شاگرد تسلیم کیا جائے اور اسکی کتاب انجیل جسمیں قیامت کا اقبال اور اعتقاد ہے اور قرآن شریف اس کا مصداق ہے' اسکو پس پشت صرف اس واسطے ڈالا جائے کہ مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ثابت ہوجائے، چاہے مسیح علیہ السلام کی نبوت ورسالت خاک میں مل جائے (معاذ اللہ)۔ایک صاحب کتاب رسول کی کس قدر ہتک ہے کہ وہ ایک ہندو کا پیرو وشاگرد مانا جائے اور وہ بھی غلط۔کیونکہ ایک ہزار برس بعد بدھ کے' اس کا ظہور ہونا لازمی تھا اور مسیح کا ظہور بدھ کے بعد ۶۳۰ برس ہوا۔کوئی مرزائی اپنے مرشد کی حمایت کرے اور ثابت کرے کہ مسیح کا ظہور بدھ سے ہزار برس بعد ہوا۔اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور نہ مرزا صاحب کسی تاریخ سے اپنی دروغ بافی کا پتہ دے سکے' تو مرزا صاحب کی اس دروغ بیانی پر صادر ہوگا۔اور دروغ گو کا دامن چھوڑنا ہوگا۔مرزائی یا مرزا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

جی کب تک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے، آخر جھوٹ کھل جاتا ہے۔

دلیل (۹)......ایک اور قوی دلیل اس پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو ایک ایسے ٹیلے پر پناہ دی جو آرام کی جگہ تھی۔

(دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ، جلد پنجم ص ر ۲۲۸۔۲۲۹، مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب:......مرزا صاحب کا قاعدہ تھا کہ اپنے مطلب کے واسطے طبع زاد باتیں بلا دلیل و بلا ثبوت لکھ دیتے۔ اور اپنے مریدوں پر ان کو اعتبار تھا کہ وہ انکی ہر ایک بات کو بلا غور قبول کر لیں گے۔ اور یہ سچ بھی ہے کہ مرزا صاحب کے مرید مرزا کی تحریر کو قرآن و حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس آیت کے معنی کرنے اور تشریح کرنے میں بھی مرزا جی نے منگھڑت باتیں درج کر دی ہیں۔ اور یہ اس واسطے انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو کشمیر میں داخل کر کے اسی جگہ ان کی قبریں ثابت کریں۔ اس واسطے انہوں نے اس آیت کے معنی کرنے میں تحریف معنوی کی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے قرآن شریف کی آیت لکھی جائے اور اس کے بعد انجیل جس کا قرآن مصدق ہے لکھی جائے، کیونکہ قرآن شریف انبیاء کرام کے قصے بیان کرنے میں بہت اختصار سے کام فرماتا ہے اور ساتھ ہی ہدایت کرتا ہے: {فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ} یعنی ”تمام قصہ جو تم کو معلوم نہیں وہ اہل کتاب سے دریافت کرو“۔ قرآن شریف میں صرف تھوڑے لفظوں میں اشارۃً سابقہ کتابوں کی تصدیق ہے۔ پس جب کوئی مضمون پہلے انجیل میں ہو اور پھر قرآن شریف اس کی تصدیق کر دے تو پھر کسی مومن کتاب اللہ کا حوصلہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ کے مقابل اپنے منگھڑت ڈھکوسلے لگائے اور مسلمانوں کو گمراہ کرے اور خود گمراہ ہو۔ ”انجیل متی“ باب ۲، آیت ۱۳ میں لکھا ہے: ”جب وہ روانہ ہوئے تو دیکھو خداوند کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرشتے نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کے کہا اٹھ! اس لڑکے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور وہاں رہو۔ جب تک میں تجھے خبر نہ دوں"۔ پھر آیت ۱۹: "جب ہیرودیس مرگیا تو دیکھو خداوند کے فرشتے نے مصر میں یوسف کو خواب میں دکھائی دے کے کہا کہ اٹھ اس لڑکے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر اسرائیل کے ملک میں جا، کیونکہ جو اس لڑکے کی جان کے خواہاں تھے مرگئے۔ تب وہ اٹھا اور اس لڑکے اور اسکی ماں کو ساتھ لے کے اسرائیل کے ملک میں آیا، مگر جب سنا کہ "ارخیلاس" اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ یہودیہ میں بادشاہت کرتا ہے تو وہاں جانے سے ڈرا اور خواب میں آگاہی پاکر گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ اور ایک شہر میں جس کا نام "ناصرت" تھا، جا کے رہا کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا"۔ (آیت ۲۳ تک)

انجیل کی اس عبارت کی تصدیق قرآن شریف نے اس آیت میں کی جس کے معنی مرزا جی غلط کرتے ہیں، آیت یہ ہے: {وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ} ترجمہ: اور کیا ہم نے مسیح ابن مریم کو اور اس ماں کو نشانی اور پناہ دی ہم نے ان دونوں کو طرف ایک ٹیلے کی جو آرام کی جگہ تھی"۔

ا......شاہ عبدالقادر محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ "جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا، وہ دشمن ہوا، اور اس کی تلاش میں پھرا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اس ملک سے نکل جاؤ، وہ نکل کر ملک مصر میں گئے۔ ایک گاؤں کے زمیندار نے مریم کو بیٹی کر کے رکھا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو اس ملک کا بادشاہ مرچکا تھا' تب پھر آئے اپنے وطن کو۔ وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں خوب تھا"۔ (دیکھو قرآن شریف، مطبوعہ کریمی بمبئی حاشیہ ص ر ۴۷۵)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲......حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب اسی آیت کا ترجمہ کر کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: ''جس طرح کا واقعہ فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا تھا کہ ان کے پیدا ہونے کی خبر پہلے سے فرعون کو مل گئی تھی۔ اسی طرح کا اتفاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی پیش آیا تھا کہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے نجومیوں نے ''ہیرودیس'' حاکم کو بتادیا تھا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہونے والا ہے، چنانچہ ہیرودیس کے خوف سے حضرت مریم کے چچازاد بھائی ''یوسف نجار'' ماں بیٹوں کو مصر کے علاقے کے ایک گاؤں ''رملہ'' میں جو کنارِ رودِ نیل پر آباد تھا' لے آئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہیں پر تھے۔ ''ہیرودیس'' مرگیا تو یہ اپنے وطن کو واپس گئے اور اپنی پیغمبری کا اعلان کیا۔ شاید اسی واقعہ کی طرف اس آیت میں مجملاً اشارہ ہو''۔ (صفحہ ۴۵۱ تقطیع خورد)

۳......تفسیر کشاف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ''ربوہ'' موضع رملہ کی طرف ہے جو کہ قرآن کی اس آیت میں مذکور ہے۔

۴......تفسیر حسینی میں لکھا ہے: ''وجادادیم ماما در وپسر را وقتیکه از یهود فرار گرفته وباز آوردیم بسوئے ربوه یعنی بلندی از زمین بیت المقدس یا دمشق یا رمله قسطنطین یا مصر''۔ یعنی ''جگہ دی ہم نے ماں اور بیٹے کو جب کہ وہ یہودیوں کے خوف سے بھاگے تھے اور لوٹا لائے ہم ان کو ''ربوہ'' کی طرف اور وہ یا تو زمین بیت المقدس یا دمشق یا رملہ قسطنطین یا مصر ہے''۔

(ص ر ۸۳ جلد دوم تفسیر حسینی مطبوعہ نولکشور)

۵......تفسیر خازن جلد ۳، مطبوعہ مصر، صفحہ ۳۰۶ {وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ} ای مکان مرتفع قیل هی دمشق۔ وقیل هی رملة وقیل ارض فلسطین۔ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ هی

Aqaideislam.com/org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیت المقدس۔ قال کعب رضی اللہ عنہ بیت المقدس اقرب الارض الی السماء بثمانیة عشر میلا۔ وقیل ھی مصر۔ یعنی ''ربوہ سے مراد مکان مرتفع ہے۔ بعض نے اس سے مراد دمشق، بعض نے رملہ، بعض نے فلسطین لی ہے۔ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ اس سے مراد بیت المقدس ہے۔ کہا کعب رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس باقی زمین سے ۱۸ میل آسمان کی طرف نزدیک ہے۔ اور بعض نے ربوہ سے مراد مصر کو لیا ہے''۔

اب ہم مرزا صاحب کے ان دلائل کا ردّ لکھتے ہیں جن میں وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ربوہ سے مراد کشمیر ہے۔

۱......جن لوگوں نے سرینگر کشمیر کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ شہر سرینگر جہاں 'یوز آصف' کی قبر ہے''ربوہ'' یعنی ٹیلے پر نہیں۔ راقم الحروف خود چار برس کے قریب شہر سرینگر میں رہا ہے اور خود دیکھا ہے کہ شہر سرینگر صاف زمین ہموار پر آباد ہے۔ ٹیلے پر سرینگر آباد نہیں۔ جو لوگ سرینگر گئے ہیں وہ تصدیق کرینگے کہ ''بارہ مولا'' سے ہموار زمین ہے اور بہت صاف سیدھی سڑک جاتی ہے، جو سرینگر میں داخل ہوتی ہے۔ شہر سرینگر پہاڑ کے اوپر آباد نہیں۔ بلکہ نشیب میں ہے کہ جب دریا زور پر ہوتا ہے تو پانی شہر میں آ جاتا ہے۔ جب سرینگر پہاڑ پر نہیں تو مرزا صاحب کا یہ قیاس غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کو سرینگر میں پناہ دی گئی' برخلاف اس کے 'ناصر' گاؤں پہاڑ کی چوٹی پر آباد تھا۔ وہاں مسیح علیہ السلام بمعہ والدہ کے رہے۔

۲......{وَاٰوَیْنٰهُمَا} میں ضمیر تثنیہ کی ہے۔ یعنی دونوں ماں بیٹے کو ہم نے پناہ دی، حالانکہ مرزا صاحب جو قبر بتاتے ہیں وہ ایک ہی ہے۔ اگر واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمعہ والدہ کے آتے تو ان کی والدہ کی قبر بھی کشمیر میں ہوتی۔ مگر چونکہ حضرت مریم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام کی قبر کشمیر میں نہیں اس واسطے ثابت ہوا کہ ''ربوہ'' سے مراد کشمیر نہیں' کیونکہ خدا تعالیٰ {وَاٰوَیۡنٰهُمَا} فرماتا ہے' یعنی دونوں ماں بیٹے کو۔

۳......مرزا خود اقرار کرتے ہیں کہ دوسری قبر ''سید نصیرالدین'' کی ہے۔ جب حضرت مریم کی قبر کشمیر میں نہیں تو ثابت ہوا کہ مرزا کا استدلال غلط ہے۔

۴......حضرت مریم صدیقہ کا انتقال ملک شام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے پہلے ہو چکا تھا۔ (دیکھو نزہۃ المجالس، جلد ۲،ص ر ۲۱۷)ام عیسیٰ ماتت قبل رفعه (عیسٰی) الی السماء ''یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں اس کے آسمان پر جانے سے پہلے فوت ہو چکی تھی۔'' اور کوہ لبنان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انکی تجہیز و تکفین و تدفین کی۔ غرض یہ کہ حضرت مریم کی قبر کوہ لبنان پر ہے۔

۵......تاریخ ''اخبار الدول'' بحاشیہ کامل لابن الاثیر، جلد ۱،ص ر ۱۶۰ پر بحوالہ تنبیہ الغافلین لکھا ہے ''ان مریم ماتت قبل ان یرفع عیسٰی وان عیسٰی تولی دفنها'' ''یعنی مریم حضرت مسیح علیہ السلام کے مرفوع ہونے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انکو بہ نفس نفیس خود دفن کیا۔'' جب واقعہ صلیب و رفع سے پہلے حضرت مریم فوت ہو گئی تھیں تو پھر روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ ''ربوہ'' سے مراد سرینگر کشمیر ہرگز نہیں، کیونکہ قرآن تو فرماتا ہے کہ ''دونوں ماں بیٹا کو ربوہ پر پناہ دی۔'' فوت شدہ والدہ عیسیٰ کس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کشمیر جا سکتی تھی۔ پس (نعوذ باللہ) یا تو قرآن غلط ہے (جو ہرگز غلط نہیں) جس میں {وَاٰوَیۡنٰهُمَا} فرمایا گیا ہے۔ یا مرزا غلطی پر ہیں (یقیناً ہیں) کہ ''ربوہ'' سے سرینگر مراد لیتے ہیں۔ مگر قرآن شریف تو ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ البتہ مرزا صاحب ہی جھوٹے ہیں کہ اپنے مطلب کیواسطے جھوٹ بولتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

۶ ......حضرت وہب بن منبہ اپنے دادا ادریس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم نے کوہ لبنان پر وفات پائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو وہیں دفن کیا۔

(قرۃ الواعظین اردو ترجمہ درۃ الناصحین، جلد ۲، ص ۵۸ تا ۶۱)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت مریم بعد واقعہ صلیب، جیسا کہ مرزا کہتے ہیں سرینگر کشمیر نہیں آئیں اور قرآن میں دونوں ماں بیٹے کا آنا "ربوہ" پر مذکور ہے تو ثابت ہوا کہ "ربوہ" سے مراد وہی گاؤں "ناصرہ" ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ نے پناہ لی۔

۷ ......مرزا جی کا یہ لکھنا کہ صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گذرا جس سے پناہ دی جاتی' بالکل غلط ہے۔ (دیکھو ریویو جلد ۱ نمبر ۱۱، ۱۲، ص ۴۳۸)

جب ایک لڑکا بغیر باپ پیدا ہوا تو اسکی والدہ اور اس پر کس قدر مصیبت آئی کہ والدہ کو یہودیوں نے زنا کی تہمت لگائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ مصیبت تھی کہ اس کو (نعوذ باللہ) یہودی ولد الزنا کہتے تھے۔ دوسری مصیبت دونوں ماں بیٹے پر یہ آئی تھی کہ حاکم وقت ان کے قتل کے درپے ہوا، کیونکہ وہ مسیح علیہ السلام کو اپنا اور اپنی سلطنت کا دشمن سمجھتا تھا' جس کے خوف سے دونوں بھاگے۔ مرزا کی عقل اور فلاسفی دیکھئے کہ جب قاتل مسیح علیہ السلام کے درپے تھے اور اسے قتل کرنا چاہتے تھے اور وہ ماں بیٹا جان کے خوف سے مارے مارے دربدر، گاؤں بگاؤں، شہر بشہر خوار و بے خانمان پھرتے تھے اور ہر وقت خوف تھا کہ پکڑے گئے تو مارے جاوینگے' مرزا جی کے نزدیک وہ مصیبت کا زمانہ ہی نہ تھا۔ اور جب بقول مرزا خدا کے فضل سے صلیب سے نجات پا کر نکلے تو یہ مصیبت کا زمانہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔افسوس! سچ ہے غرض آدمی کی عقل تیرہ کر دیتی ہے۔اول تو نجات صلیب سے کیونکر ہوئی۔آیا قصور معاف کیا گیا یا چوری بھاگے؟ دونوں صورتیں محال وغیر ممکن ہیں۔الزام وقصور اس قدر سنگین تھا کہ معاف ہو ہی نہیں سکتا تھا' کیونکہ سلطنت کا باغی تھا۔چوری اس واسطے نہیں نکل سکتا تھا کہ تمام یہودی دشمن تھے،قبر پر پہرا تھا اور خود مسیح علیہ السلام بقول مرزا صلیب کے زخموں اور کوڑے پٹنے کے ضربوں سے اس قدر بے ہوش اور کمزور تھا کہ بقول مرزا جی وہ مردہ سمجھا گیا اور دفن کیا گیا۔پس ایسے کمزور اور بیہوش شخص کا دفن ہونا اور پھر تین دن کے بعد جی اٹھنا اور چوری بھاگنا کہ کشمیر آ نکلا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ مرزا کا مسیح موعود اور کرشن ہونا محال ہے۔پس یہ ڈھکوسلا بالکل غلط ہے کہ ''ربوہ'' سے مراد کشمیر ہے اور ''یوز آصف'' والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔

دلیل (۱۰)......دسویں دلیل مرزا جی کی اپنی تحقیقات ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مرید مولوی عبداللہ کو سرینگر میں خط لکھا کہ تم کوشش کر کے دریافت کرو کہ محلہ خانیار میں کس کی قبر ہے؟ اس کے جواب میں مولوی عبداللہ نے جواب لکھا کہ محلہ خانیار میں جو قبر ہے وہ مسیح کی معلوم ہوتی ہے۔

الجواب: پہلے مولوی عبداللہ کے خط کی نقل درج ذیل کی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ محلہ خانیار میں جو قبر ہے وہ مسیح علیہ السلام کی نہیں۔وھو ھذا

از جانب خاکسار عبداللہ۔بخدمت حضور مسیح موعود۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: حضرت اقدس اس خاکسار نے حسب الحکم (مرزا صاحب) سرینگر میں عین موقعہ پر روضہ مزار شریف شاہزادہ **یوز آصف** نبی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پر پہنچ کر جہاں تک ممکن تھا بکوشش تحقیقات کی۔اور معمر وسن رسیدہ بزرگوں سے بھی دریافت کیا اور مجاورں اور گرد و جوار کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگوں سے بھی ہر ایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔ جنابِ من! عند التحقیقات مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوز آصف علیہ السلام نبی اللہ کا ہے۔ اور مسلمانوں کے محلہ میں یہ مزار واقع ہے کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں اور نہ اس جگہ ہندوؤں کا کوئی مدفن ہے۔ اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قریباً ۱۹؍سو برس سے یہ مزار ہے...... (الخ)۔ (دیکھو ص؍۵، راز حقیقت، مصنفہ مرزا صاحب)

سبحان اللہ! خدا تعالیٰ نے مرزا کی تردید ان کے مرید سے کرادی کہ یہ قبر شاہزادہ یوز آصف کی ہے، نہ کہ مسیح کی۔ ۱۹؍سو برس سے یہ مزار ہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہرگز نہیں۔ کیونکہ مرزا اپنی تصانیف میں ضرورت سے زیادہ لکھ چکے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی۔ اور بعض جگہ لکھا ہے کہ ایک سو ترپن (۱۵۳) برس کی ہوئی تھی۔ جب مسیح کی عمر (۱۵۳) برس ۱۹؍سو برس سے نکال دیں تو ثابت ہوگا کہ یہ قبر یوز آصف والی ۱۷۴۷؍برس سے ہے۔ مگر چونکہ بقول مولوی عبداللہ مذکور مرید کی شہادت سے ثابت ہے کہ یہ قبر ۱۹ سو برس سے ہے تو ثابت ہوا کہ یہ قبر حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ۱۵۳؍برس پہلے سے تھی۔ جب ولادت مسیح علیہ السلام سے پہلے یہ قبر تھی، تو ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی نہ تھی۔ کیونکہ مرزا خود اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" کے صفحہ ۲۷ پر قبول کر چکا ہے کہ مسیح کی کل عمر ۱۵۳؍برس تھی۔ اور "راز حقیقت" کے ص؍۲ پر ۱۲۰؍برس عمر مسیح قبول کرتا ہے۔ بہر حال یہ ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی نہیں۔ کیونکہ ایک مرزائی کی تحقیق سے بھی ثابت ہے کہ یہ قبر اس وقت کی ہے جبکہ مسیح علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے، یعنی ۱۹؍سو برس سے۔ علاوہ بر آں ہم ذیل میں یوز آصف کی صفات و خصوصیات لکھتے ہیں۔ جن سے روز روشن کی طرح ثابت

Aqaideislam.com/org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ یوز آصف اور مسیح کے حالات بالکل ایک دوسرے کے برخلاف ہیں، جن سے ثابت ہے کہ مسیح و یوز آصف الگ الگ وجود تھے۔ اور یہ بالکل غلط ہے کہ یوز آصف والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔

اول: یوز آصف باپ کے نطفہ سے پیدا ہوا۔ اور اسکے باپ کا نام "راجہ جنسیر والئی سلابت" ملک ہندوستان کا رہنے والا تھا۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام خاص کرشمۂ قدرت سے بطور معجزہ حضرت مریم کنواری کے پیٹ سے بغیر باپ پیدا ہوئے۔ جو ملک شام کی رہنے والی تھی۔ اور مسیح کا کوئی باپ نہ تھا۔

دوم: یوز آصف شاہزادہ کے لقب سے ملقب تھا۔ اس کے برخلاف مسیح علیہ السلام کو کبھی کسی نے شاہزادہ نبی نہیں کہا اور نہ مسیح کی کسی انجیل میں درج ہے کہ وہ شاہزادہ نبی تھے۔

سوم: یوز آصف کا باپ بت پرست و مشرک تھا' اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ عابدہ، زاہدہ، موحدہ، یروشلم کی مجاورہ تھیں اور نبی اللہ حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر نگرانی انہوں نے پرورش پائی۔

چہارم: یوز آصف کا استاد حکیم بلوہر تھا جو جزیرہ سراندیپ سے آیا تھا (دیکھو کمال الدین ص ر ۳۳۵) اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے لدنی طور پر کتاب و حکمت سکھا دی تھی' جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے {وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ} (سورہ آل عمران)

پنجم: یوز آصف کو پیغمبری اور رسالت جوانی کی عمر میں عطا ہوئی۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام ماں کی گود میں ہی خلعت رسالت سے ممتاز تھے۔ جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ {وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ} (سورۃ آل عمران)

ششم: یوز آصف ملک شام میں ہرگز نہیں گئے اور نہ واقعہ صلیب ان کو پیش آیا۔ اس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کو بقول روسی سیاح اور مرزا کے ملک شام میں واقعہ صلیب پیش آیا۔

ہفتم: یوز آصف کی والدہ کا نام مریم نہ تھا۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ کا نام مریم تھا۔

ہشتم: اگر عیسٰی علیہ السلام کا صحیح نام بدل کر یوز آصف ہو گیا تھا تو قرآن میں یوز آصف آتا جو صحیح نام تھا، نہ کہ عیسٰی بن مریم' کیونکہ خدا غلطی نہیں کرتا۔

نہم: یوز آصف دوسرے ملکوں کی سیر کرتا ہوا بعد میں سلابت (سولابط) میں واپس آیا اور بعد میں کشمیر گیا اور وہاں فوت ہو کر مدفون ہوا۔ برخلاف اس کے مسیح علیہ السلام سیر ہندوستان کے بعد ملک شام میں واپس گیا اور وہاں پھانسی دیا گیا اور وہیں اسکی قبر ہے۔ بموجب تحریر روسی سیاح کے جسکے سہارے مرزا مسیح کی قبر کشمیر میں افتراء کرتا ہے۔

دہم: یوز آصف کی شادی ہوئی اور اسکے گھر ایک لڑکا بھی پیدا ہوا جس کا نام "سامل" تھا۔ اور بعد راجہ سمت کے وہ ولایت سولابط کا حکمران ہوا۔ اس کے برخلاف مسیح کی نہ تو شادی ہوئی اور نہ ہی کوئی لڑکا پیدا ہوا۔ اور نہ کسی ولایت کا حکمران ہوا۔ بلکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام کا جب رفع ہوا تو اس وقت اس کی شادی نہ ہوئی تھی۔

اب ہم ذیل میں وہ مرزائی دلائل نمبروار لکھتے ہیں جن میں مرزا نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ "یوز آصف" اور "یسوع" ایک ہی شخص تھا۔

دلیل (۱) مرزا: "یسوع" کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آصف بننا قرین قیاس ہے۔ کیونکہ جبکہ "یسوع" کے لفظ کو انگریزی میں بھی "جیزس" بنالیا ہے تو یوز آصف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں (دیکھو راز حقیقت کا حاشیہ مندرجہ ص ر ۱۵) و "براہین احمدیہ" حصہ پنجم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

ص ر ۲۲۸ و ''تحفہ گولڑویہ'' کے صفحہ ۱۴ پر لکھتا ہے: ''فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسیٰ ہی ہیں جو یوز آصف کے نام سے مشہور ہے۔ ''یوز'' کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا ہے یا اس کا مخفف ہے۔ اور آصف حضرت مسیح کا نام تھا۔ جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکھٹے کرنے والا''......(الخ)

الجواب: مرزا کی کمزوری تو انکی عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کے پاس کوئی تحریری تاریخی ثبوت نہیں، صرف اپنا قیاس ہے، جو کہ مقبول نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مرزا اپنے مطلب کے واسطے غلط قیاس کرتا ہے۔ دیکھو مرزا کے فقرے۔ ''یسوع'' کی صورت بگڑ کر یوز آصف بننا قرین قیاس ہے۔

ناظرین! انصاف فرمادیں کہ ہم نے کتاب'' اکمال الدین'' اور کتاب'' حالات یوز آصف'' سے ثابت کردیا ہے، کہ یوز آصف شاہزادہ نبی کی یہ قبر ہے۔ اور مرزا تاریخی ثبوت کے مقابل اپنا قیاس لڑاتا ہے، جو کہ اپنے مطلب کے واسطے ہے اور غلط ہے۔ کیونکہ نام کے لفظ کی صورت دو ہی وجوہات سے بگاڑی جاتی ہے، ایک وجہ تو محبت ہوتی ہے کہ والدین محبت کی وجہ سے پیار کے طریق پر نام کو بگاڑتے ہیں۔ جیسا کہ نورالدین کو نورا، احمد بخش کو احمد، جلال دین کو جلو، پیر بخش کو پیرا کہتے ہیں۔ دوسری وجہ تحقیر اور ہتک ہے۔ جیسے شمس الدین کو سمو، قطب الدین کو قطبا، نظام الملک کو جامو، الہ بخش کو لسو۔ وغیرہ وغیرہ۔

دونوں طریق میں اصل الفاظ کم کردیئے جاتے ہیں اور اختصار کرلیا جاتا ہے، یہ کبھی نہیں ہوا کہ نام غلام احمد، تو اس کو بگاڑ کر گھسیٹا کہہ دے۔ اسی طرح اول تو یوز آصف کے نام کا بگڑنا غلط قیاس ہے، کیونکہ اہل کشمیر کو محبت اور رحم کا تو موقعہ نہ ملا تھا کہ وہ بچپن میں یوز آصف کا نام ازروئے محبت پدرانہ بگاڑتے، کیونکہ یوز آصف بڑی عمر میں جبکہ رسالت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

وپیغمبری کی نعمت سے سرفراز ہوئے تھے،اس وقت کشمیر میں تشریف لے گئے تھے اور یہ سنت اللہ ہے کہ پیغمبری اکثر چالیس برس کی عمر میں عطا ہوا کرتی ہے۔پس ازروئے محبت کے تو یوز آصف کے نام کا بگڑنا ممکن نہ تھا۔دوسری وجہ کہ ازروئے تحقیر یوز آصف کے نام کو بگاڑا گیا ہو۔یہ قیاس بھی غلط ہے کہ کوئی شخص ایک بزرگ کا پیرو ہو کر اس کا نام بگاڑ کر مشہور کرے۔کیا کوئی نظیر ہے کہ کسی پیغمبر کی امت نے اسکو نبی تسلیم کر کے اس کے نام کو بگاڑا ہو؟ ہرگز نہیں۔ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دشمنوں نے نام بگاڑ دیا ہو۔مگر اسکی تردید بھی موجود ہے کہ اول تو شاہزادہ نبی مشہور ہے۔اگر کشمیری ازروئے عداوت یوز آصف کے نام کو بگاڑتے تو اس کا اختصار کرتے۔جیسا کہ نبی بخش کا ''نبو'' اور کریم بخش کا ''کموں'' وغیرہ بگاڑتے ہیں۔یہ کبھی نہیں ہوا کہ نام بگاڑنے کے وقت اس نام کے حروف اور الفاظ زیادہ کئے جائیں۔یسوع کو بگاڑ کر یوز آصف ہرگز کوئی نہیں پکارتا۔اول تو یسوع نام ہی ایسا ہے کہ اسکا بگاڑ ہو نہیں سکتا۔اگر ہوتا بھی تو کوئی حرف کم کر کے ہوسکتا۔یسوع کا یوس کہتے جیسا کہ کشمیریوں نے کاشومیر کو بگاڑ کر کشمیر بنالیا۔رسول جو کو ''رسلا'' اور خضر جو کو ''خضرا'' کہتے ہیں۔ایسا ہی یسوع کا ''یس'' بناتے۔یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یسوع کو بگاڑ کر یوز آصف بنادیتے۔اگر یوز الگ کر دیں اور آصف الگ کر دیں تو پھر بھی بات نہیں بنتی۔آصف اگر عربی لفظ ہے تو اس کے معنی ہیں اندوہگین شدن،افسوسناک،۔سریع البکار،رقیق القلب۔ دیکھو لسان العرب،قاموس،مجمع البحار،منتہی الارب،صراح منتخب اللغات۔''یوز'' کے معنی ترکی زبان میں ایک سو کے لکھے ہیں۔(دیکھو غیاث اللغات) فارسی میں یوز چیتے کو کہتے ہیں۔

الغرض مرزا نے بمصداق۔ع

چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب مرزا کو باوجود دعوائے الہام، مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کی حقیقت معلوم نہ ہوئی تو افسانہ سازی کارستہ بذریعہ قیاس اختیار کیا۔ مگر افسوس کہ مطلب پھر بھی حاصل نہ ہوا۔ ''یوز'' الگ کریں اوراس کے معنی الگ چیتے یا ایک سو کے کریں۔ اور آصف کے معنی الگ کریں غمناک، اندوہ گین، وغیرہ۔ تو نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک سو روپیہ دے کر یا چیتے کے مرجانے سے غمگین اور اندوہ ناک ہوا۔''

مرزا کے اس توڑ مروڑ اور الہامی تک بندی پر ایک جاہل ملاں کی حکایت یاد آئی ہے جو کہ ناظرین کی ضیافت طبع کے واسطے لکھی جاتی ہے۔

حکایت: ایک مُلاں صاحب اپنے ایک شاگرد کو کتاب پڑھا رہے تھے۔ سبق میں ''گوئے بلاغت ربود'' آیا تو میاں صاحب نے کہا کہ گوئے کے معنی گیند کے ہیں اور بلا کے معنی بلا کے ہیں یعنی مصیبت وسختی و وبال کا آنا۔ اور ''غت ربود'' ایک لغت ہے۔ لغت کی کتاب لاؤ تا کہ غت ربود کے معنی دیکھے جائیں۔ تمام لغت کو دیکھا مگر غت ربود نہ پایا۔ اسی طرح مرزا نے یوز کو الگ کردیا اور آصف کو الگ کردیا تا کہ غت ربود کیطرح یوز آصف کو یسوع بنادیں۔ مگر یہ نہ سمجھے کہ یہ تو تاریخی واقعہ ہے اسکی تصدیق یا تردید تاریخ سے ہی ہوسکتی ہے اپنے قیاس سے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ کسی تاریخ کی کتاب سے دکھادیں کہ یوز آصف والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے، ورنہ منگھڑت ڈھکوسلے تو ہر ایک لگا سکتا ہے۔

لاہور میں ''بدھو کا آوا'' مشہور ہے اسکو ''یسوع کا آوا'' بنا سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ مسیح اسی ٹیلے پر آیا اور یہ قبرستان اسکے حواریوں کا ہے۔

دلیل (۲) مرزا: کشمیر کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شاہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا' جسکو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گذر گئے۔ اور ساتھ اسکے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا۔ الخ۔ (تحفہ گولڑویہ ص ر ۱۴۰)

علاوہ ازیں سرینگر اور اسکے نواح کے کئی لاکھ آدمی ہر ایک فرقے کے بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ صاحب قبر عرصہ ۱۹ ر سو سال کا ہوا ہے کہ ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا۔ (ریویو، جلد ۱، نمبر ۱۰، ص ر ۴۱۹)

الجواب: اگر مرزا کو خود سرینگر کشمیر جانے کا موقع نہیں ملا تھا تو اسکی ثقاہت سے بعید تھا کہ وہ ایسی بے بنیاد باتیں اپنی تصانیف میں درج کرتے۔ اس پہاڑ کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ اور اوپر جا کر مندر کو بھی دیکھا ہے جو کہ اب تک موجود ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ یہ ایک ''شاہزادہ نبی'' کی عبادت گاہ ہے۔ اصل میں یہ مندر اہل ہنود کا ہے اور اسکے اندر ایک بیضوی شکل کا پتھر کھڑا کیا ہوا ہے۔ اور اس مندر کے ستونوں پر بہت پرانی زبان میں جو سنسکرت کے مشابہ ہے کچھ لکھا ہوا ہے جو کہ پڑھا نہیں جاتا۔ اس مندر کا نام زمانہ قدیم میں ''شنکرا چارج'' تھا۔ جب ۷۴۳ھ میں سلطان شمس الدین نے کشمیر فتح کیا تو اس مندر کا نام بھی تخت سلیمان رکھ دیا۔ اور کشمیری اسکو ''سلیمان ٹنگ'' بولتے ہیں۔ چنانچہ اس تبدیلی نام کے نظائر بہت ہیں۔ پراگ راج کا نام الہ آباد تبدیل ہوا۔ رام نگر کا نام ''رسول نگر'' رکھا گیا۔ اسی طرح شنکر چارج کا نام ''تخت سلیمان'' یا ''کوہ سلیمان'' سے مشہور ہوا۔ افسوس! مرزا نے دعویٰ تو کر دیا کہ پرانی تاریخوں میں لکھا ہے' مگر کسی تاریخ کی کتاب کا نام تک نہ لیا۔ اب انکے مریدوں میں سے کوئی مرزائی اس پرانی تاریخ کا نام بتا کر مرزا کو سچا ثابت کرے۔ جسمیں لکھا ہو کہ یہ شہزادہ نبی بلاد شام سے آیا تھا تو آج ہی فیصلہ ہوتا ہے۔ مگر جھوٹ کبھی چھپا نہیں رہتا۔ پہلے لکھ چکے ہیں کہ ۱۹ ر سو برس سے یہ قبر ہے۔ اور اب اس جگہ لکھتے ہیں۔ اس نبی کو بلاد شام سے آئے ہوئے ۱۹ ر سو برس گذر گئے۔ اب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلع صاف ہوگیا کہ یہ شہزادہ ۱۹ سو برس سے آیا ہوا ہے تو اس قبر کا ۱۹ سو برس سے ہونا غلط ہے۔ اور اگر قبر کا ہونا ۱۹ سو برس سے درست ہے تو پھر ثابت ہے کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی ولادت سے عرصہ پہلے کی ہے۔

مرزا ''راز حقیقت'' کے ص ۱۹ پر قبول کر چکا ہے کہ یہ قبر عرصہ ۱۹ سو برس کے قریب سے محلہ خانیار سرینگر میں ہے' اس لئے ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی ولادت سے پہلے کی ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ یہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہرگز نہیں ۔

تاریخوں سے ثابت ہے کہ گوتم بدھ حضرت مسیح علیہ السلام سے ۶۳۰ برس پہلے ہوگذرا ہے۔ (ثبوت تناسخ ،ص ۲۸۵)۔ اور یوز آصف تین سو برس بعد گوتم بدھ کے ہوا' تو اس حساب سے یوز آصف تین سو تیس برس پہلے مسیح علیہ السلام سے ہوئے۔ اگر انکی عمر کا عرصہ ۱۲۰ برس بھی تصور کرلیں جیسا کہ مرزا ''ریویو جلد ۵ ،ص ۱۸۴'' پر لکھتے ہیں۔ تب بھی یہ قبر یوز آصف والی جو کشمیر میں ہے ۲۱۰ برس مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کی ہوئی۔ جس سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ یہ بالکل غلط اور منگھڑت فسانہ ہے کہ یہ قبر قریب انیس سو برس سے ہے اور مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔ جب یوز آصف کی سوانح عمری بتا رہی ہے کہ یوز آصف، مسیح علیہ السلام سے تین سو برس پہلے ہوا ہے، کیونکہ ''سوانح عمری یوز آصف'' کے ص ۳ پر صاف صاف لکھا ہے کہ پہون نامی ایک عالم جب یوز آصف پر ایمان لایا تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہو چکے تھے۔

پس ثابت ہوا کہ یوز آصف' گوتم بدھ سے سو برس بعد اور مسیح علیہ السلام سے تین سو تیس برس پہلے ہوا ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ قبر یوز آصف قریب

Aqeedeislam.com/org/net
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلع صاف ہوگیا کہ یہ شہزادہ ۱۹ر سو برس سے آیا ہوا ہے تو اس قبر کا ۱۹ر سو برس سے ہونا غلط ہے۔ اور اگر قبر کا ہونا ۱۹ر سو برس سے درست ہے تو پھر ثابت ہے کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی ولادت سے عرصہ پہلے کی ہے۔

مرزا ''راز حقیقت'' کے ص ر ۱۹ پر قبول کر چکا ہے کہ یہ قبر عرصہ ۱۹ سو برس کے قریب سے محلہ خانیار سرینگر میں ہے' اس لئے ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی ولادت سے پہلے کی ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ یہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہرگز نہیں ۔

تاریخوں سے ثابت ہے کہ گوتم بدھ حضرت مسیح علیہ السلام سے ۶۳۰ برس پہلے ہوگذرا ہے۔ (ثبوت تناسخ ،ص ر ۲۸۵)۔ اور یوز آصف تین سو برس بعد گوتم بدھ کے ہوا' تو اس حساب سے یوز آصف تین سو تیس برس پہلے مسیح علیہ السلام سے ہوئے۔ اگر انکی عمر کا عرصہ ۱۲۰ر برس بھی تصور کرلیں جیسا کہ مرزا ''ریویو جلد ۵ ،ص ر ۱۸۴'' پر لکھتے ہیں۔ تب بھی یہ قبر یوز آصف والی جو کشمیر میں ہے ۲۱۰ر برس مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کی ہوئی۔ جس سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ یہ بالکل غلط اور منگھڑت فسانہ ہے کہ یہ قبر قریب انیس سو برس سے ہے اور مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔ جب یوز آصف کی سوانح عمری بتارہی ہے کہ یوز آصف، مسیح علیہ السلام سے تین سو برس پہلے ہوا ہے، کیونکہ ''سوانح عمری یوز آصف'' کے ص ر ۳ پر صاف صاف لکھا ہے کہ پہون نامی ایک عالم جب یوز آصف پر ایمان لایا تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہو چکے تھے۔

پس ثابت ہوا کہ یوز آصف' گوتم بدھ سے سو برس بعد اور مسیح علیہ السلام سے تین سو تیس برس پہلے ہوا ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ قبر یوز آصف قریب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۳ رسو برس کی ہے، نہ کہ ۱۹ رسو برس کی۔ اس قبر کا ۱۹ رسو برس سے ہونا صرف مرزائیوں کی ایجاد ہے۔ محض اسلئے کہ یوز آصف کی قبر کو مسیح علیہ السلام کی قبر ثابت کریں۔ مگر چونکہ جھوٹ کبھی کھرا نہیں ہوسکتا۔ اس تاریخی ثبوت سے مرزا اور مرزائیوں کی تمام افسانہ سازی کا بطلان ہو گیا ہے اور ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام نہ فوت ہوا اور نہ ہی کشمیر میں اسکی قبر ہے۔ تاریخی ثبوت کے مقابل مرزا کی من گھڑت اور قیاسی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ کیونکہ مرزا خود مدعی مسیحیت ہے اور ان کے دعویٰ کی بنیاد وفات مسیح پر ہے، اسلئے وہ اپنے مطلب کی خاطر جھوٹ تراشا کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے: اور یوز آصف کی کتاب میں صریحاً لکھا ہے کہ یوز آصف پر خدا تعالیٰ کی طرف سے انجیل اتری تھی۔

(دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ر ۱۳۔ براہین احمدیہ ص ر ۵۰۔ ۲۲۸)

افسوس! مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ ہو اور اس قدر جھوٹ تراشے اور دھوکہ دے ہم اس مرزائی کو ایک سو روپیہ انعام دیں گے جو یوز آصف کی کتاب میں ''اس پر انجیل اتری'' دکھا دے، ورنہ مرزا کی دروغبافی پر یقین کر کے جھوٹے کی بیعت سے توبہ کرے۔

دلیل (۳): اور جیسا کہ گلگتہ یعنی ''سری'' کے مکان پر حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا گیا تھا ایسا ہی سری کے مکان پر یعنی سرینگر میں انکی قبر کا ہونا ثابت ہوا۔ یہ عجیب بات ہے کہ دونوں موقعوں میں ''سری'' کا لفظ موجود ہے۔ یعنی جہاں حضرت مسیح صلیب پر کھینچے گئے اس مقام کا نام بھی گلگت یعنی سری ہے۔ اور جہاں انیسویں صدی کے آخیر میں حضرت مسیح کی قبر ثابت ہوئی اس کا نام بھی گلگت یعنی ''سری'' ہے الخ۔ (دیکھو کتاب مسیح ہندوستان میں ص ر ۵۳ مصنفہ مرزا)۔

الجواب: مرزا جی! آپ کا استدلال بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔ اول کیونکہ گلگت الگ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہر ہے جو کہ سری نگر سے پندرہ منزلیں دور اور ’کاشغر‘ کے قریب ہے۔ پندرہ روز کا راستہ ہے۔ یہ ایسا ہی مضحکہ خیز استدلال ہے جیسا کہ کوئی کہہ دے کہ لاہور اور دہلی ایک ہی شہر کے نام ہیں۔ اگر مرزا کو معلوم نہ تھا تو کسی سے دریافت ہی کر لیتا کہ گلگت اور سرینگر میں کس قدر فاصلہ ہے۔ (۱) سرینگر (۲) باندی پور (۳) تراگبل (۴) گرے (۵) گریز (۶) پیھو نیری (۷) رٹو (۸) گوری کوٹ (۹) استور (۱۰) ڈشکن (۱۱) روٹیاں (۱۲) بونجی (۱۳) پری بنگلہ (۱۴) مناور (۱۵) گلگت۔

یہ کشمیر سے گلگت تک کی ۱۵ منازل کے نام ہیں۔ گلگت تو بالکل صاف میدانی زمین پر آباد ہے۔ پیر برزل گھاٹی سے پار ہے۔ اور وہاں کی آب وہوا ہندوستان کے مطابق ہے۔ وہاں کشمیر جیسی سردی بھی نہیں۔ گلگت اور سری نگر کو ایک سمجھنا‘ ناواقفیت کا باعث ہے۔ افسوس ! مرزا جغرافیہ کو ہی دیکھ لیتے تو ایسی فاش غلطی نہ کرتے کہ گلگت اور سرینگر ایک ہی ہے۔

دوم: یہ بھی غلط ہے کہ مسیح جس جگہ صلیب دیا گیا اس جگہ کا نام گلگت تھا۔ ہم ذیل میں انجیل کی اصل عبارت لکھ دیتے ہیں تاکہ مرزائیوں کو مرزا کی من گھڑت بناوٹ معلوم ہو۔ دیکھو ’’انجیل متی باب آیت ۳۳‘‘۔ اور ایک مقام گلگتا نام یعنی کھوپڑی کی جگہ پر پہنچے‘ بعض انجیلوں میں گول گھتا الگ لکھا ہے۔ غرض گول گھتا اور گلگت میں بڑا فرق ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کوئی جاہل کہہ دے کہ مسیح کلکتہ ہندوستان میں صلیب دیا گیا تھا اور یہ بکواس مرزا سے کچھ معقول بھی ہو سکتا، کیونکہ گلگتا اور کلکتہ میں تجنیس خطی ہے اور قریب المخرج ہے۔ سری کے معنی کھوپڑی کرنا زبان سنسکرت سے جہالت کا باعث ہے۔ سری کے معنی کھوپڑی کے ہرگز نہیں۔ سری کرشن جی، سری رام چندر جی، سری مہادیو جی، سری رام جی وغیرہ وغیرہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ظاہر ہے کہ سری کے معنی ''بزرگ'' کے ہیں نہ کھوپڑی کے' جیسا کہ مرزا کہتا ہے۔

''تاریخ اعظمی'' میں لکھا ہے کہ اس علاقہ کا نام دستی سر تھا اور چونکہ پانی کے درمیان تھا اس واسطے دستی سر کہتے ہیں۔ سر سنسکرت میں ''پانی'' کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ امرتسر اور نگر شہر کو کہتے ہیں۔ پس سری نگر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ''پانی کا نگر''۔ سرینگر کا ترجمہ کھوپڑی اور کھوپڑی کا ترجمہ 'سر' کرنا بالکل غلط ہے۔ پس یہ سراسر غلط ہے کہ مسیح کی قبر سرینگر میں جو ہے اس کا نام بھی گلگت ہے، کیونکہ سری کے معنی کھوپڑی کے ہرگز نہیں۔ پس سرینگر کو گول گھتا سے کوئی مناسبت نہیں اور جو قبر سرینگر میں ہے وہ مسیح علیہ السلام کی قبر ہرگز نہیں ہوسکتی۔

دلیل (۴): پرانے کتبے دیکھنے والے شہادت دیتے ہیں کہ یہ یسوع کی قبر ہے۔

(دیکھو ریویو، جلد ا، نمبر ۱۰، ص ر ۳۱۹)

الجواب: محلہ خانیار میں جو قبر ہے اس پر کوئی کتبہ نہیں۔ مولوی شیر علی خاص مرید مرزا لکھتے ہیں کہ یہ کتبہ مسیح کی قبر سے ایک میل کے فاصلہ پر کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک قلعے کے اندر پڑا ہے۔ (دیکھو ریویو، جلد ۲، نمبر ۵، ص ر ۲۱۴) پس مرزا کی تردید خود انکے مرید ''مولوی شیر علی'' نے کردی ہے۔ اس لئے ہم کو جواب دینے کی ضرورت نہ رہی۔ لہذا یہ دلیل بھی غلط ہے۔

دلیل (۵): عیسائی اور مسلمان اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ یوز آصف ایک نبی جسکا زمانہ وہی ہے جو مسیح کا زمانہ ہے۔ دور دراز سفر کرکے کشمیر میں پہنچا اور نہ وہ صرف نبی تھا بلکہ شہزادہ بھی کہلاتا تھا۔ اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اسی ملک کا باشندہ تھا اور اسکی تعلیم بہت سی باتوں میں مسیح کی تعلیم سے ملتی تھی۔ (ریویو، جلد نمبر ۲، ص ر ۳۳۸)

الجواب: ایک بھوکے سے کسی نے پوچھا کہ دو اور دو کتنے؟ بھوکے نے جواب دیا کہ چار روٹیاں۔ یہی حال مرزا کا ہے کہ مسیح کی وفات ان کو چین نہیں لینے دیتی۔ ''تاریخ اعظمی''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں صرف یہ لکھا ہے کہ ایک شہزادہ نبی یوز آصف نام کشمیر میں بمنصب رسالت ونبوت ممتاز ہوااور محلہ خانیار میں جوقبر ہے یہ اسکی قبر ہے۔(ص ر ۸۲ تاریخ اعظمی)

مرزا اس بھوکے کی طرح چارروٹیاں اپنے پاس سے ایزادکر دیں کہ جس ملک میں یسوع رہتا تھا اسی ملک کا باشندہ تھا۔ہم پہلے یوز آصف کے حالات میں تاریخی ثبوت سے لکھ آئے ہیں کہ یوز آصف ملک سلابت ہندوستان کے رہنے والے تھے۔پس مرزا کا دروغ بے فروغ ہے کہ یوز آصف یسوع کے ملک کے رہنے والا تھے۔مرزائیوں کو چاہئے کہ اس تاریخ کا نام بتائیں کہ جس میں لکھا ہو کہ یسوع مسیح اور یوز آصف ہموطن تھے۔اگر تاریخ کا نام نہ بتا سکیں تو مرزا کو دروغ باف یقین کر کے ان کی پیروی سے توبہ کریں۔

یہ بھی غلط ہے کہ یوز آصف اور مسیح کا زمانہ ایک ہی تھا۔ہم اوپر تاریخ سے بتا آئے ہیں کہ مسیح اور یوز آصف کے زمانہ کا فرق تین سوسال کا ہے۔اور یادر ہے کہ مسیح گوتم بدھ کا شاگرد نہیں' بلکہ خدا تعالیٰ کا شاگرد ہے۔دیکھو {عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰاةَ وَالْاِنْجِیْلَ}(الآیۃ) ترجمہ:''سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل''۔

دلیل (۲): ایسا ہی ایک حدیث میں مسیح کی عمر ایک سوبیس سال کی بیان کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرینگر محلہ خانیار والی قبر میں وہی سوئے ہوئے ہیں۔کیونکہ یوز آصف کی عمر بھی ایک سوبیس سال کی ہی بیان کی جاتی ہے۔(ریویو،جلد ۵،نمبر ۵،ص ر ۱۸۱)

الجواب: افسوس! مرزا کچھ ایسے مطلب پرست تھے کہ بعض دفعہ یقین ہو سکتا ہے کہ ان کے دماغی قویٰ درست نہ تھے۔بھلا یہ کیا دلیل ہے کہ چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مسیح کی عمر ایک سوبیس سال کی تھی اسلئے کشمیر میں وہی مدفون ہیں۔مرزا کی اس دلیل سے ثابت ہوا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشمیروالی قبر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں، کیونکہ ان کی عمر بھی ایک سوبیس سال تھی۔اس کے ثبوت میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سوبیس برس کی تھی، ہم مرزائیوں کی تحریر پیش کرتے ہیں۔دیکھو کتاب'' ظہورمہدی ص ر ۲۳۸''اکمل صاحب فاضل قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ'' حضرت موسیٰ علیہ السلام ۲۳۶۸ ہبوط آدم میں پیدا ہوئے اور ایک سوبیس برس کی عمر پاکر ۲۴۸۸ میں فوت ہوئے۔''جب مرزائیوں کی تحریر سے ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کی عمر ایک سوبیس برس کی تھی اور مرزا کا منطق کہتا ہے کہ جسکی عمر ایک سوبیس برس کی ہو اسی کی قبر کشمیر والی قبر ہوسکتی ہے تو مرزا کی اپنی دلیل سے یہ کشمیروالی قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہوئی مگر افسوس! مرزا کو یہ دلیل کہتے وقت دماغ شریف سے اپنی تحریر'' تذکرۃ الشہادتین''اردوص ر ۲۷ یاد سے جاتی رہی، جسمیں لکھا ہے کہ''مسیح کی کل عمر ۱۵۳ر برس کی تھی''۔پھر مرزا اپنی کتاب''مسیح ہندوستان میں'' کے ص ر ۵۳ پر مسیح کی عمر ۱۲۵ر برس کی تسلیم کرتے ہیں۔پھر مرزا اپنی کتاب''چشمہ مسیح'' کے ص ر ۲ پر لکھتے ہیں۔یوزآصف کی قدیم کتاب کی نسبت اکثر محققین انگریزوں کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے پہلے شائع ہوچکی ہے جس سے مسیح کا پیدا ہونا یوزآصف کے بعد ثابت ہوتا ہے۔اب مرزا کی اپنی ہی تحریروں سے جب ثابت ہے کہ مسیح کی عمر ایک سوبیس برس سے زیادہ تھی اور یوزآصف مسیح سے پہلے ہوگذرا ہے تو ثابت ہوا کہ کشمیروالی قبر یوزآصف کی ہی ہے' جسکی عمر ایکسوبیس برس کی تھی۔کوئی مرزائی مہربانی کرکے یہ بھی بتادے کہ یوزآصف کی عمر ایک سوبیس برس مرزا نے کہاں سے نقل کی ہے تاکہ مرزا کا سچ جھوٹ معلوم ہو۔

برادران اسلام! مرزا کے بودے دلائل کارد ہوچکا۔کوئی دلیل ایسی نہیں جس سے ثابت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو کہ کشمیر والی قبر حضرت مسیح علیہ السلام کی ہے اور نہ کسی تاریخ کی شہادت مرزا نے پیش کی، بلکہ ایک دو جگہ یہ دعویٰ کر کے کہ پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک بنی اسرائیل نصیبوں میں سے آیا تھا مگر کسی تاریخ کا نام تک نہ لے سکے اور قیاسی اور شکی باتوں کو بیان کیا کہ مسیح آیا ہو گا، نکاح کیا ہوگا، اولاد ہوئی گی وغیرہ وغیرہ۔ پس ان پراگندہ اور متضاد تحریروں سے ثابت ہے کہ مرزا کے پاس کوئی تحریری، تاریخی ثبوت نہیں صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے لگاتے ہیں۔ اسکے مقابل ہم نے تاریخی ثبوت اور سوانح عمری یوز آصف اور روسی سیاح کی انجیل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ قبر کشمیر والی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہرگز نہیں بلکہ یہ قبر شاہزادہ یوز آصف کی ہے۔

اب ہم خاتمہ پر ذیل میں مختصر طور پر برادران اسلام کو بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا اور انکے مریدوں نے کس قدر مختلف بیانات مسیح علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی قبر میں اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ مرزا کا الہامی دعویٰ بالکل غلط تھا، کیونکہ خدا کی طرف سے جو کلام ہو اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ مگر مرزا کے ہر ایک بیان میں اختلاف ہے۔ مسیح علیہ السلام و مریم علیہا السلام کی قبر کے بارے میں ذیل کی تحریر ملاحظہ ہوں۔

اول: مرزا اپنی کتاب "اتمام الحجۃ" حاشیہ ص/۱۹ میں لکھتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ اقدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے اور اس گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اب مرزا کی اس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ ماجدہ مرنے کے وقت بلدۂ اقدس میں تھے اور دونوں وہاں فوت ہوئے۔ اور یکے بعد دیگرے بڑے گرجا میں دفن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے اور دونوں ماں بیٹے یعنی مریم علیہا السلام اور مسیح علیہ السلام کی قبریں بلدۂ اقدس میں ہیں۔اب کوئی مرزائی بتادے کہ کشمیر والی قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس طرح آ گئے۔ کیا مسیح پھر زندہ ہو کر گرجے والی قبر سے نکل کر کشمیر آئے اور دوبارہ فوت ہو کر دفن ہوئے یا مرزا کا پہلا لکھنا غلط ہے تو امان اٹھ گیا اگر پہلی تحریر درست ہے تو کشمیر والی تحریر غلط ہے۔ اور اگر کشمیر والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے تو گرجا والی قبر مسیح اور مریم کی تحریر مرزا غلط ہے۔ بہر حال مرزا ہر طرح جھوٹا ثابت ہوا ہے۔

دوم: مرزا بشیر الدین محمود اپنے باپ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شہر سرینگر محلہ خانیار میں جو دوسری قبر قبر یوز آصف کے پاس ہے وہ حضرت مریم کی ہے۔ (ریویو، جلد ۶، نمبر ۷ حاشیہ ص ۲۵)۔ حالانکہ مرزا ''راز حقیقت'' میں لکھ چکا ہے کہ یہ دوسری قبر سید نصیر الدین کی ہے۔

سوم: حکیم خدا بخش مرزائی (عسل مصفیٰ، جلد ا، ص ر ۲۵۳) لکھتے ہیں حضرت مریم کی قبر اب تک کاشغر میں موجود ہے۔ مرزا لکھتے ہیں کہ مریم کی قبر بلدۂ اقدس میں بڑے گرجے میں ہے۔ اور انکے فرزند رشید و مرید راسخ الاعتقاد تردید کرتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ اپنے اپنے قیاسی ڈھکوسلے لگاتے ہیں۔ الہام اور وحی کی بڑھ غلط بانکتے ہیں۔ ایک ہی مسیح اور ایک ہی مریم کی قبر کبھی بلدۂ اقدس میں، کبھی گلیل میں، کبھی کشمیر میں کیونکر ہو سکتی ہے۔ بہر حال ایک جگہ کا ہونا بھی درست ثابت نہیں۔ فقط

(خاکسار پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور)

برادران اسلام! مرزا کا اعتقاد پہلے تو مسلمانانِ عالم کی مانند تھا۔ اور انہوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے اسلام کی حمایت میں جو الہامی کتاب ''براہین احمدیہ'' تصنیف کی اور اس میں صاف صاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا میں آنا اور اس کا آسمان پر بجسد عنصری تا نزول زندہ رہنا لکھتے رہے۔ مگر جب ان کو خود ہی مسیح موعود بننے کا خیال پیدا ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ آنے والا مسیح ابن مریم میں ہی ہوں اور اصلی مسیح ابن مریم مر چکا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ کیا، کہا کہ قرآن مجید کی تیس آیات سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے کہ مسیح مر گیا ہے یا خدا تعالیٰ نے اس پر موت وارد کر دی ہے۔ جس قدر آئتیں پیش کیں سب کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک انسان مرنے والا ہے۔ مسیح کے بارے میں تین یا چار آیات قرآن شریف میں ہیں پیش کیں۔ ان میں سے ایک آیت کا بھی یہ مطلب اور معانی نہیں کہ مسیح پر موت وارد ہو چکی ہے۔

پہلی آیت یہ ہے: {اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ}(الخ) ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضہ میں کرنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں۔'' مرزا نے متوفیک کے معنی مارنے والا کر کے خود حیات مسیح ثابت کر دی۔ کیونکہ (مارنے والا سے) یہ ثابت نہیں ہوتا کہ واقعی مسیح پر موت وارد ہو گئی' بلکہ یہ وعدہ ہے کہ جو ابھی تک پورا نہیں ہوا۔

دوسری آیت: {فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ}(الخ) سے موت کا وارد ہونا بتاتی ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اب تک نہ سوال و جواب ہوئے اور نہ وفات ثابت ہوئی۔ یہ تو قیامت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے۔ اور مسلمان خود مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول فوت ہونگے۔ اور مدینہ منورہ میں دفن ہونگے۔

تیسری آیت: {مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ} یعنی ''محمد ایک رسول

Aqaideislam.com/org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے جیسا کہ پہلے اس کے رسول گذر چکے۔"مرزا اور مرزائی نے {خَلَتْ} کے معنی "موت" کے نہیں لکھے بلکہ {خَلَتْ} کے معنی گذر جانے کے لکھے ہیں۔ سو مسلمان بھی مسیح کو دنیا سے گذرا ہوا اور آسمان پر زندہ مانتے ہیں۔ {خَلَتْ} کے معنی گذرنے کے ہیں اور گذرنے کے واسطے موت لازم نہیں۔ زندہ آدمی بھی ایک شہر اور اسٹیشن سے دوسرے شہر کے اسٹیشن سے گذر جاتا ہے۔ اس قسم کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ زید دہلی جاتا ہوا تمام شہروں سے گذر گیا وغیرہ وغیرہ۔ قرآن شریف خود کافروں اور منافقوں کے حق میں فرماتا ہے: {وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ} یعنی "جس وقت اپنے شیطانوں کی طرف گذرتے ہیں"۔ اگر بفرض محال {خَلَتْ} کے معنی موت کے بھی کریں (جو بالکل غلط ہیں) تب بھی یہ آیت مسیح کی موت ثابت نہیں کرتی۔ کیونکہ مسیح کو خدا تعالیٰ نے مستثنیٰ کردیا ہے۔ دیکھو: {مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ} یعنی "حضرت مسیح ایک رسول ہے جیسا کہ اسکے پہلے رسول گذر گئے"۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو قبلہ الرسل فرما کر مستثنیٰ فرمادیا۔ یعنی اسکے پہلے رسول مرگئے وہ نہیں مرا۔ مرزا نے خود ترجمہ کیا ہے کہ مسیح کے پہلے جو رسول و نبی تھے سب فوت ہو چکے۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ر ۶۰۳) خدا تعالیٰ نے مرزا کے ہاتھ سے لکھوادیا کہ مسیح مستثنیٰ ہے، کیونکہ صاف صاف لکھتے ہیں کہ مسیح سے پہلے نبی فوت ہوگئے۔ پس یہ آیت بھی وفات مسیح پر دلیل نہیں۔ باقی جس قدر آیات پیش کرتے ہیں وہ دعویٰ خاص اور ثبوت عام ہے۔ جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ اور یہ ایسا ہی جاہلانہ استدلال ہے کہ کوئی شخص کہہ دے کہ میاں بشیر الدین محمود خلیفہ قادیانی یا مولوی محمد علی امیر لاہوری جماعت مرزائیہ فوت شدہ ہیں۔ مگر جب کہا جائے کہ وہ تو زندہ ہیں تو جواب میں کہا جائے کہ {کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ} یعنی سب موت کا مزہ چکھنے والے ہیں۔ پھر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس طرح یہ غلط ہے کہ مرنے والا کہنے سے مرا ہوا ثابت نہیں ہوتا، اسی طرح مسیح جو مرنے والا ہے مرا ہوا ثابت نہیں ہوتا۔ جب مرزا نے دیکھا کہ قرآن شریف سے وفات مسیح ثابت نہیں ہو سکتی تو منگھڑت قصہ بنالیا کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے، تاکہ مسلمان دھوکہ کھا جائیں کہ جب قبر موجود ہے تو ضرور مسیح فوت ہو گیا ہوگا۔ میں نے اسی واسطے یہ کتاب لکھی ہے تاکہ مسلمان دھوکہ نہ کھا جائیں۔ کیونکہ یہ قبر شہزادہ یوز آصف کی قبر ہے۔

تمام شد

☆☆☆☆☆

Aqaideislam.com/org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner